بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

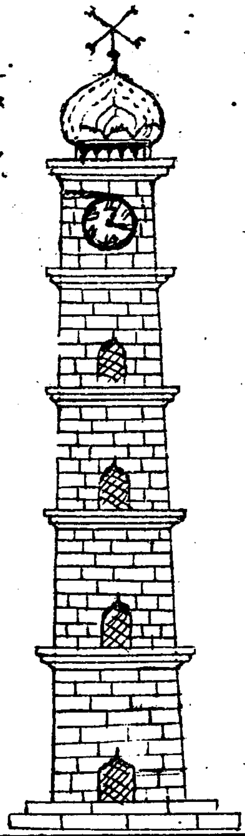
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی



نمبر ۴۵ | مورخہ ۱۶ رمضان شریف ۱۳۲۰ھ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء روز چار شنبہ | جلد ۶

کلماتِ طیبات
حضرۃ امامِ آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

حضرۃ اقدس کی ایک تقریر جو ۸ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء بوقت سیر آپ نے فرمائی

فرمایا اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اسپر بعض عجیب و غریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ انہیں سے ایک ہم و غم کی بھی حالت ہے + ان اختلاف حالات اور تغیر و تبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں کیا اچھا کہا ہے

اگر دنیا بیک دستور ماندے
بسا اسرار ہا مستور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ہم و غم دنیا میں نہیں پہونچتا اور جو بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوشحال سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور نا آشنا رہتے ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلہ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازمی رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔ اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے سررشتہ تعلیم کے افسروں کا یہ منشا تو ہو نہیں سکتا کہ انکو کسی لڑائی کے لیئے طیار کیا جاتا ہے اور نہ یہ سکتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں دیا جاتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضا جو حرکت کو چاہتے ہیں اگر انکو بالکل بیکار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی قوتیں زائل اور ضائع ہو جاویں اور اسطرح پر اسکو پورا کیا جاتا ہے بظاہر ورزش کرنے سے اعضا کو تکلیف اور کسی قدر تکان ان کی پرورش اور صحت کا موجب ثابت ہوتی ہے اسیطرح پر ہماری فطرۃ کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے تاکہ تکمیل ہو جاوے۔ اسلیے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈالدیتا ہے اس سے اس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں جس شخص کو خدا پر یقین نہیں ہوتا انکی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا ہی تکلیف کے پہونچنے پر گھبرا جاتے ہیں اور وہ خودکشی میں آرام دیکھتا ہے + مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اسپر اس قسم کی ابتلا آویں۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ پر اسکا یقین بڑھے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن جنکو تفرقہ اور ابتلا نہیں آتا۔ انکا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے وہ بالکل دنیا اور اسکی خواہشوں میں منہمک ہو گئے ہیں انکا سر اوپر کیطرف نہیں اُٹھتا۔ خدا تعالیٰ کا انکو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیاں کو ضائع کر دیا اور بجائے اسکے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لیے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتے جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں + مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کیطرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں اور اسکی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں۔

لیکن جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جنکو ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے اُن پر ابتلا آتا ہے۔

جو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلا نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں وہ نازونعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی خدا کی حمد و ثنا اُس پر جاری نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لیے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ اُن کے آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لیے ہیں پھر انکو خوشی اور راحت کہاں سے میسر آتی ہے یہ مت سمجھو کہ جسکو ہم و غم پہونچتا ہے وہ بدقسمت ہے نہیں خدا اسکو پیار کرتا ہے۔ جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے اسی طرح خدا کی راہ میں ہم و غم آنا ضروری ہے۔ غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقع شدہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور اسمیں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔

ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ

ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے

دنیا میں جسقدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا۔ جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔ کیا ایک ہندو ایک پتھر کے سامنے بیٹھکر یا درخت کے آگے کھڑا ہوکر یا بیل کے روبرو ہاتھ جوڑکر کہہ سکتا ہے کہ میرا خدا ایسا ہے کہ میں اس سے دعا کروں تو وہ مجھے جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ میں نے یسوع کو خدا مانا ہے وہ میری دعا کو سنتا اور اسکا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے جس نے کہا

اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

تم مجھے پکارو میں تمکو جواب دونگا

اور یہ بالکل سچی بات ہے کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے آخر اسکی دعاؤں کا جواب اُسے ضرور دیا جاوے گا۔

قرآن شریف میں ایک مقام پر ان لوگوں کے لیے جو گوسالہ پرستی کرتے ہیں اور گوسالہ کو خدا بناتے ہیں آیا ہے **اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا** کہ وہ انکی بات کا کوئی جواب انکو نہیں دیتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو خدا بولتے نہیں ہیں وہ گوسالہ ہی ہیں۔ ہم نے عیسائیوں سے بارہا پوچھا ہے کہ اگر تمہارا خدا ایسا ہی ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کے جواب دیتا ہے تو بتاؤ وہ کس سے بولتا ہے؟ تم جو یسوع کو خدا کہتے ہو پھر اسکو بلاکر دکھاؤ۔ میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ سارے عیسائی اکٹھے ہوکر بھی یسوع کو پکاریں وہ یقیناً کوئی جواب نہ دیگا کیونکہ وہ مر گیا۔

عیسائیوں کو ملزم کرنے کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی تیز ہتھیار نہیں ہے۔ ان سے پہلا سوال یہی ہونا چاہیئے کہ کیا وہ ناطق خدا ہے یا غیر ناطق؟ اگر غیر ناطق ہے تو اسکا گونگا ہونا ہی اس کے ابطال کی دلیل ہے لیکن اگر وہ ناطق ہے تو پھر اسکو ہمارے مقابل پر بلاکر دکھاؤ۔ اور اس سے وہ بولیاں بلواؤ جن سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ انسان کی مقدرت اور طاقت سے باہر ہیں یعنی عظیم الشان پیشگوئیاں اور آئندہ کی خبریں۔

مگر وہ پیشگوئیاں اس قسم کی ہی نہیں ہونی چاہئیں جو یسوع نے خود اپنی زندگی میں کی تھیں کہ مرغ بانگ دے گا۔ یا لڑائیاں ہونگی قحط پڑیں گے۔ بلکہ ایسی پیشگوئیاں جنمیں قیافہ اور فراست کو دخل نہو۔ بلکہ وہ انسانی طاقت اور فراست سے بالاتر ہوں۔

میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی پادری یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا کہ خدا قادر کے مقابل میں ایک عاجز و ضعیف انسان یسوع کی اقتداری پیشگوئیاں پیش کرسکے۔

غرض مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کا خدا دعاؤں کا سننے والا ہے۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک طالب نہایت رقت اور درد کے ساتھ دعائیں کرتا ہے مگر وہ دیکھتا ہے کہ ان دعاؤں کے نتائج میں ایک تاخیر اور توقف واقع ہوتا ہے اس کا سر کیا ہے؟ اس میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اول تو جسقدر امور دنیا میں ہوتے ہیں انمیں ایک قسم کی تدریج پائی جاتی ہے۔ دیکھو ایک بچہ کو انسان بننے کے لیے کسقدر مرحلے اور منازل طے کرنے پڑتے ہیں ایک بیج کا درخت بننے کے لیے کسقدر توقف ہوتا ہے۔ اسیطرح پر اللہ تعالیٰ کے امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے۔ دوسرے اس توقف میں یہ مصلحت الٰہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے عزم اور عقد ہمت میں پختہ ہو جاوے اور معرفت میں استحکام اور رسوخ ہو۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر انسان اعلیٰ مراتب اور مدارج کو حاصل کرنا چاہتا ہے اُسی قدر اسکو زیادہ محنت اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس استقلال اور ہمت ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو انسان کامیابی کی منزلوں کو طے نہیں کرسکتا۔ اسلیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پہلے مشکلات میں ڈالا جاوے۔ **اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا** اسی لیے فرمایا ہے۔

دنیا میں کوئی کامیابی اور راحت ایسی نہیں ہے جس کے ابتدا اور اول میں کوئی رنج اور مشکل نہ ہو۔ ہمت کو نہ ہارنے والے مستقل مزاج فائدہ اُٹھا لیتے ہیں اور کچے اور ناواقف راستہ میں ہی تھک کے رہ جاتے ہیں۔ پنجابی میں کسی نے کہا ہے۔

ایہہ ہنگی لنگیا جے دن تھوڑے ہو۔

پس جب خدا پر سچا ایمان ہو کہ وہ میری دعاؤں کو سننے والا ہے تو یہ ایمان مشکلات میں بھی ایک لذیذ ایمان ہو جاتا ہے اور غم میں ایک اعلیٰ یاقوتی کا کام دیتا ہے۔ ہموم و غموم کے وقت اگر انسان کو کوئی پناہ نہو تو دل کمزور ہوتا جاتا ہے اور آخر وہ مایوس ہوکر ہلاک ہو جاتا اور خودکشی کرنے پر آمادہ ہوتا بلکہ بہت سے

اکسیر شفا یعنی تریاق طاعون دافعہ وباء طاعون کے فوری اثر سے مریضان صحت یافتہ کے سرٹیفکیٹ اور تاریں وغیرہ

(۱) جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری بر مکان حکیم مولوی مرزا محمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی:- دوائے اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضوں مبتلائے طاعون کو دی۔ انمیں سے دو مریض جو فوراً مبتلائے مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی بعد ۱ منٹ کے ان کا بخار تمام اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو دو روز سے مبتلائے بخار تھے اس دوا کے دیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار میں بھی افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریضوں کا بخار اترتا نہیں۔ مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی اس دوائی کے دینے سے چار شخصوں کو فائدہ ہوا

شعر

بیشک اس دوائی سے عجب سرور ہوتی ہے | دل بیمار سے بالکل کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپ کی ہے یا کہ نقش اسم اعظم ہے | کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
کسی کالی بلا کے مرض میں جو مبتلا انسان | دیا جسکو وہ مرا س سے بلا یہ دور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوائی احمد کمتر | مثال اسم اعظم وہ خود مشہور ہوتی ہے

اب تمام دوا ختم ہوگئی ہے اور آپ کی ادویات کا شور بمبئی میں ہے مگر کیا کریں ہم یہاں اور آپ لاہور میں ہیں +

(۲) جناب ابراہیم بن عمر صاحب کوٹھی جان محمد اینڈ کمپنی بمبئی:- دوائی پلیگ ۲ کل سات عدد شیشی مجھے ملی ہیں۔ اس دوا کی نسبت اس قدر کہنا کافی ہے کہ قریب ۵ شیشیوں سے جن جن لوگوں کو دی گئی مرض مہلک سے وہ جانبر ہوگئے + (۳) جناب محمد یوسف خاں صاحب مسجد بمبئی:- (ترجمہ چٹھی انگریزی) آپ کے عرق بیوبانک پلیگ نے جادو کا کام کیا ہے اور بمبئی میں بہت سی جانیں بچائی ہیں۔ اکثر بیمار اور تیمار دار اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ (۴) سید نبی عبدالرحمن خلف سید نبی حسین قلعہ دار از مقام جزیرہ جشان ضلع علی باغ متصل بمبئی:- آپ کی ایجاد کردہ اکسیر شفاء مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام دیا ہے۔ (۵) منشی عبدالرحمن صاحب کوئل فروش بمبئی: مدن پورہ بر مکان عبدالکریم نمبر ۲۰۹:- جس دن سے آپکی ادویات آئیں جسکو دیں فوراً خدا نے صحت بخشدی۔ (۶) نور محمد صاحب شہر بمبئی چھوٹا سونا پور۔ محلہ پارسی کی تیسری چال:- بہت سی جگہ بمبئی میں آپ کی مرسلہ دوائی آئی اس سے بہت سے لوگ اچھے ہوگئے (۷) دھنپت رائے کلرک ڈسٹرکٹ لوکل فنڈ کراچی:- دوائی طاعون یا دافعہ گلٹی و بخار نے بمبئی اور کراچی میں بہت ہی فائدہ دکھایا ہے + (۸) سیٹھ انے ولی ڈینو بھا ونے آف کمرکمیٹی کمباڑی شہر کراچی۔ آپ نے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑوں شفا پا چکے اور پاتے جاتے ہیں۔ پس مجھے اس تجربہ نے مجبور کردیا کہ میں بھی آپ کی تکلیف کا باعث بنوں۔ چونکہ میرے کو سیا ڈپنمنٹ میں کئی آدمی اس بلا میں مبتلا ہیں۔ مہربانی فرماکر بذریعہ کارڈ ہذا کچھ دوائی بطور مدد روانہ فرماکر داخل ثواب ہوں۔ (۹) جناب منشی گیان چند صاحب از کراچی لوکو ڈیپارٹمنٹ کین شاپ:- آپ صاحب کی دوائی کراچی میں تمام لوگوں کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ سب خورد و کلاں آپ صاحب کیلئے دعا کرتے ہیں۔ (۱۰) جناب صوبہ دار حسن صاحب پنشنر کراچی رامباغ گاڑی احاطہ:- عرق طاعون دو تین مریضوں کو دیا گیا بحکم خدا تعالیٰ مطلق شفایاب ہوگئے (۱۱) جناب غلام احمد صاحب ڈاکٹر بمبئی:- عرض یہ ہے کہ آپ کی دوا اکسیر شفا پر اثر نے اس موذی مرض (طاعون) پر اثنا اثر ڈالا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جس شخص کو دیگئی اسکو شفا حاصل ہوئی۔ (۱۲) جناب دین محمد صاحب سیوستانی از کراچی:- امید ہے کہ براہ عنایت عنداللہ و عندالرسول ایک شیشی دوائی طاعون سے فدوی مرحمت فرماویں چنانچہ اس فی سبیل اللہ دوائی سے کتنے مریضوں کو شفا حاصل ہوگی۔ (۱۳) جناب مخدوم مظفر الدین صاحب صدیقی کلرک آفس ڈپٹی سنٹری کمشنر صاحب بہادر کراچی:- آپ کی دوائی سے بہتوں کو فائدہ مند ہوئی + (۱۴) جناب علی محمد صاحب ہیڈ منشی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی:- واضح ہو کہ آپ نے پیشتر بندہ کو عرق طاعون میاں محمود کے ذریعہ بھیجا تھا اس عرق نے بالکل خوب فائدہ کیا۔ (۱۵) جناب محمد عبدالقادر صاحب از پولیس لائن صدر بازار کراچی:- آپ کی بیوبانک ڈراپ یا وہ دوائی

جو چھوٹی سی شیشی میں بنی آئی تھی اکثروں کو مفید پڑی ہے + (۱۶) جناب محمد علی صاحب خانساماں بنگلہ سرجن کپتان ایچ۔ سی اے۔ ارمن صاحب ڈاکٹر بہادر:- آپ کی دوا پہنچی۔ منحوس طاعون کے بیماروں کو دیا۔ اور ان کو شفا ہوئی۔ آپ کو دعا دیتے ہیں + (۱۷) جناب عبدالرزاق شاہ صاحب ولد نعمت اللہ صاحب نقشبندی متصل ناریل باڑی وائد دساسن شہر بمبئی:- عرض یہ ہے کہ آپکی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی میں بہت لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صحت بخشی اور بچشم خود دیکھتا ہوں کہ جس وقت مریض کو دوا پلایا فوراً ہوش آگیا مرض جاتا رہا + (۱۸) جناب پرتیم داس حکومت رائے صاحبان میونسپل کمشنر حیدرآباد سندھ:- آپ کی دوائی اکسیر شفا جو یہاں چند اشخاص نے منگوائی تھی اس سے صحت یاب ہوئے + (۱۹) جناب ہاشم بھائی حبیب بھائی فاکلینڈ روڈ بمبئی:- میرے ہاتھ آپکی دوائی بیوبانک پلیگ کی صرف ۲ یا ۳ شیشیاں لگیں میں نے غریب محتاج بیماروں کو پلائیں جتنوں کو دیں سب کے سب اچھے ہوگئے۔ (۲۰) جناب عبداللہ تخلہ کھدا بندر کراچی:- تین بوتل دوائی طاعون مریضوں کو تقسیم کی گئی فائدہ مند ثابت ہوئی + (۲۱) جناب محمد خاں صاحب مدرس جزیرہ جشان بور ڈو:- ۳ شیشی دوائی طاعون مریضوں کو دیگئی فائدہ مند نکلی۔ (۲۲) جناب عبدالحمید ڈرائنگ میکر کارخانہ بڑودہ ریلوے بمبئی:- آپکی دوائی اکسیر شفا یعنی بیوبانک پلیگ بہت آدمیوں کو مفید ہوئی (۲۳) جناب منشی سکندر خاں صاحب سنیم مقام نارگیج متصل برہان الدین شاپ دو شیشی عرق طاعون ارسال کریں پہلی سے شفا ہوئی + (۲۴) جناب منشی قلندر خاں صاحب ہوسٹس آر۔ اے۔ اینڈ ایم۔ آئی کیمپ ہوسکوٹ بنگلور:- آپکے مرسلہ عرق طاعون کے استعمال سے بہت مریضوں کو شفا ہو چکی ہے۔ (۲۵) جناب غلام حسین صاحب از مقام میسور:- آپ کی بھیجی ہوئی اکسیر شفا سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ (۲۶) جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب رفیس نمبر ۹ عرق طاعون مفید و زود اثر دوا ہے (۲۷) جناب قاضی محمد سلیمان صاحب ٹمکور:- سیاسی کال کے ایجنٹ گوند گرام سامی صاحب کو ایک شیشی عرق طاعون ارسال فرمادیں۔ آپکی پہلی شیشیوں نے بہت اثر کیا ہے (۲۸) جناب عبداللطیف صاحب مدراس ریلوے پولیس بورڈنگ پیٹھ:- آپ کے عرق طاعون سے بڑا فائدہ ہوا ہے (۲۹) جناب ابراہیم صاحب بورنگ پیٹھ محال الدار:- آپکے کی شیشیوں سے بہت فائدہ ہوا۔ (۳۰) جناب محمد حیات بادشاہ جند سپیٹ ارکاٹ:- میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے دو روز میں آپ کے عرق طاعون سے صحت یاب ہوئی (۳۱) جناب شیخ عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب کونسلٹنٹ قدسی سٹی میونسپلٹی بنگلور:- دوائی طاعون بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرمادیں + (۳۲) جناب قلندر حسین صاحب آر۔ اے۔ ایم۔ او ہوسکوٹ بنگلور سابقہ عرق طاعون سے آرام ہوا۔ (۳۳) جناب حکیم درویش سید خاکی شاہ صاحب پٹن پتی گلال درزی لائن دودھ والا کے اوپر بھلا بائیکلہ کے سامنے (بمبئی):- آپ سے جس قدر دوائی منگوائی وہ از حد نایاب ہے۔ تعریف بندہ نہیں کرسکتا +

(۳۴) سرکار جلالت آثار جناب نواب آقا محمد خاں صاحب بہادر کاظمین علاقہ ہندوستان بہت سید منشی نو کنٹ آپ کی ایجاد کردہ دوائی طاعون مفید ہے (۳۵) جناب غلام مصطفےٰ صاحب درزی بیجاپور دکن شاہ پور دروازہ:- آپ کا بنایا ہوا عرق دافعہ طاعون بڑا مفید ہے (۳۶) جناب محی الدین خاں احمد سیٹھ جنرل بازار میسور:- آپ کی دوا اکسیر شفا دافعہ مرض طاعون بڑی مفید ہے (۳۷) جناب عبدالحفیظ صاحب معرفت عبدالرحیم صاحب بورنگ پیٹھ:- آپ کی ایجاد کردہ عرق طاعون کے استعمال سے لوگوں نے شفا پائی۔ (۳۸) جناب عبدالکریم احمد صاحب سیٹھ خوشحال از میسور لشکر محلہ جنرل بازار:- آپ کی دوا نے میشن میں کہاں

تک فوائد ہیں میں کیا بیان کروں۔ (۳۹) جناب محمد یوسف خاں صاحب معرفت مسرز رحیم ڈسن بمبئی:- آپ کی ارسال کردہ دوائی سے پانچ آدمی تندرست ہوگئے اور دو بے احتیاطی سے شکار اجل ہوئے (۴۰) جناب علی محمد صاحب ہیڈ منشی پولیس کراچی:- آپ کے عرق طاعون نے کلی فائدہ دیا۔ (۴۱) جناب قلندر حسین صاحب آر۔ اے۔ ایم۔ او ہوسکوٹ:- آپ کا عرق طاعون کئی بیماروں پر آزمایا گیا وہ سب خدا کے فضل سے اچھے ہوگئے۔ کسی ڈاکٹر کی دوا فائدہ نہیں کرتی تھی آپ کے شہرۂ مسیحائی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ (۴۲) جناب بہادر صاحب معرفت غلام حسین صاحب مسجد باز و جنرل بازار ہوسپیٹ بنگلور:- آپ کی دوا عرق طاعون سے بیماروں کو شفا ہوئی جو آپ کے حق میں دعائے خیر کر رہے ہیں (۴۳) جناب حکیم محمد یوسف صاحب ٹمکوری ریاست میسور:- آپ کے عرق طاعون کی ایک شیشی ایک ڈاکٹر نے امتحاناً مجھ سے مانگی اور تین بیماروں پر تجربہ کیا گیا دو بیمار بدرجہ صحت پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب میسور گورنمنٹ کو اطلاع دیتے ہیں کہ عرق مذکور خرید کر ریاست میسور میں تقسیم کردیں۔ طاعون کے بیمار شفا حاصل کریں گے۔ (۴۴) جناب جمال الدین صاحب بنگی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مقام گنگا نوالی سرمار وار ڈم۔ آپ کا عرق بہت لوگوں کو دیا گیا مفید ہوا (۴۵) جناب سید محمد یونس صاحب پنشنر رامباغ گاڑی خانہ کراچی:- آپ کے ایجاد کردہ عرق طاعون سے دو مریض بحکم شافی مطلق شفایاب ہوئے (۴۶) جناب دین محمد صاحب ہندوستانی کاریگر دوکان معرفت محمد یوسف صاحب کتب فروش کراچی:- آپ کی فی سبیل اللہ دوائی سے بہت سے مریضوں کو شفا حاصل ہوئی (۴۷) جناب سید محمد ولد سید ابراہیم صاحب مدرس جزیرہ جشان پوسٹ مورود جنجرہ ضلع علی باغ:- آپ کی دوائی خشکی ثابت ہوئی سب منتظران چشم براہ ہیں اور آپ کے لئے دعا گو ہیں (۴۸) جناب منشی عبدالرحمن صاحب کوئل فروش بر مکان عبدالکریم نمبر ۲۰۹ رانیور شہر بمبئی:- جس وقت کہ یہاں بیماری پھیلی ہوئی تھی حیرانی و پریشانی پھیل رہی تھی۔ لیکن جب سے آپ کی دوا کا استعمال ہوا ہے خدا نے فوراً شفا عنایت فرمائی ہے (۴۹) سیٹھ آرائیس وسو بھائی گورنمنٹ کنٹریکٹر کراچی:- کئی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی ایجاد کردہ دوا دافعہ طاعون سے سینکڑوں شفا پا چکے ہیں اور پا رہے ہیں (۵۰) جناب شیخ رحمن استاد مدرسہ سفر آباد محلہ بمبئی:- آپکی دوائی دافعہ طاعون سے کئی مریض شفایاب ہوئے ہیں (۵۱) جناب لہورائے گنپت رائے جمعدار بالاسور ضلع سورت:- ایک شیشی دوائی دافعہ طاعون ارسال کریں کیونکہ یہ بڑی مجرب ہے (۵۲) جناب غلام نبی صاحب مینجر وکٹوریہ پریس کراچی:- آپ کے اس بڑے فیض سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا ہے (۵۳) جناب محمد علیخاں صاحب بر بنگلہ ڈاکٹر کپتان ایچ سی ایل آرمن صاحب کراچی:- آپ نے جو دوائی مجھے بھیجی تھی وہ کئی بیماروں کو کئی جگہ پڑی جنہوں نے شفا پائی (۵۵) مخدوم مظفر الدین صاحب کلارک ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر از کراچی آپ کی دوا طاعون سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا ہے (۵۶) جناب نور محمد صاحب سیٹھ چھوٹا سونا پور محلہ فارسی کی تیسری چال شہر کراچی:- آپ کی دوا سے جو بمبئی میں پہنچی ہے بہت سے بیماروں کو فائدہ حاصل ہوا ہے۔ (۵۷) جناب عبدالغنی صاحب نزد عیدگاہ میونسپل انسپکٹر کراچی:- آپ کی دوا جن لوگوں کو آئی ان میں سے اکثر لوگوں نے شفا پائی (۵۸) جناب محمد علی صاحب ٹیلر معرفت کپتان صاحب سرجن بمبئی کلب:- آپ کے عرق دافعہ طاعون سے ۴ آدمی شفایاب ہوئے ہیں (۵۹) جناب عبدالبسیط صاحب معرفت سیکنڈ مجسٹریٹ موہن روڈ بنگلور:- آپ کی دوا سے بہت سے مریض شفایاب ہوئے۔ (۶۰) جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از مقام بورنگ پیٹھ:- آپ کی دوا اکسیر شفا میں خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے جب پہلے پہل بیماروں کو درد سر اور بخار کی حالت میں دوا دیجاتی ہے تو خدا

پتہ:- حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکماء ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کے فضل سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔ ایک بیمار کو حالت در سر سخت بخار اور ہذیان میں یہ دوا دی خدا کے فضل سے ۳ شیشی کے استعمال سے تندرست ہو گیا (۶۱) جناب عبدالرحیم صاحب کنٹریکٹر بورننگ بیٹھے: خداوند کریم نے آپ کی دوا اور دعا دونوں میں اثر بخشا ہے جن جن بیماروں کو آپ کی دوا از طاعون دی گئی صحت پا کر آپ کو دعا دیتے ہیں (۶۲) جناب محمد علی صاحب چپڑاسی ڈپٹی سٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کمشنر ارنن صاحب از کراچی کیمپ:۔ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے کئی آدمیوں کو فائدہ ہوا ہے (۶۳) آدم ولد عرفی خیاط:۔ آپ کی دوا نے بہت فائدہ کیا (۶۴) جناب ڈونگر محمد صاحب معرفت مکن جی کمپنی اینڈ کو شہر کراچی:۔ آپ کی دوا جس وقت حد درد کراچی میں پہنچی بہت سے غربا کو فائدہ حاصل ہوا۔ (۶۵) جناب سید دستگیر صاحب زمیندار ہوسکوٹہ:۔ آپکی دوائی جس وقت مجھ کو ملی ایک بیمار طاعون درحالت نزع تھا بیہوشی لرزہ آتا تھا اور قسم قسم کی تکلیفات میں مبتلا تھا جس وقت دوائی پلائی گئی دو تین دفعہ کے استعمال سے اچھا ہوا۔ ایک اور راجپوت عمر ۵۰ سال جسکے خاندان کا خاتمہ طاعون سے ہوا تھا طاعون میں مبتلا ہوا اور مجھ کو بلایا میں نے اسکو آپ کی دوائی دی جس سے وہ بفضل شافی مطلق جلد تندرست ہو گیا۔ (۶۶) جناب منشی عبدالعزیز صاحب ڈاکن خیرا دری نیو سٹار کمپنی کراچی:۔ آپ کی دوا سے بہت مریض اچھے ہوئے (۶۷) بخشی گیان چند صاحب لوکو ڈیپارٹمنٹ:۔ آپکی دوائی سے ہم لوگوں کو فائدہ پہنچا رہی ہے سب خورد و کلاں آپ کو دعا دیتے ہیں (۶۸) جناب حاجی عبداللہ صاحب سالٹ انسپکٹر سپیشل برو بکلا ہی کراچی:۔ آپ نے جو ایک شیشی دوائی طاعون ارسال کی تھی بعد ایک بیمار پر استعمال کی گئی جس کو کلی فائدہ ہوا۔ (۶۹) جناب محمد صادق صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ مچھی مارکیٹ کراچی:۔ مولینا مولوی محمد عبداللہ کو جو دوائی طاعون بھیجی تھی وہ فرماتے ہیں کہ یہی دوائی بیشک اس مرض مہلک کے واسطے کافی ہے (۷۰) جناب محمد عبدالقادر صاحب پولیس لائین کراچی:۔ آپ کی دوائی مفید ہے (۷۱) جناب او سری نواسا پلے مرچنٹ کنٹونمنٹ بنگلور:۔ میرے ایک دوست نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عجیب دوائی سے ہزاروں مریض شفایاب ہوگئے (۷۲) جناب عبدالرحیم صاحب کنٹریکٹر بورننگ بیٹھے:۔ آپ کی دوا دو بیماروں کو دیگئی وہ دونوں بفضل خدا تندرست ہوگئے۔ (۷۳) جناب عبدالوحید صاحب سوکن ویو سینٹ جان ہال بنگلور:۔ میں نے تین بیماروں پر آپکی دوائی طاعون دی جو بالکل صحت یاب ہوئے (۷۴) جناب محمد علی شاہ صاحب خانساماں ملازم ڈاکٹر اسٹرم صاحب ڈپٹی سنیٹری کمشنر کراچی جب میں بمبئی میں تھا تو آپ نے مجھے دوائی روانہ کی تھی اور اس دوا سے چالیس آدمی تندرست ہوئے مجھے آپ کے حق میں پانچ وقت نماز پڑھ کر دعا کرتا ہوں (۷۵) جناب سراج محمد ڈپٹی سٹار کیپر کوارٹر ماسٹر آفس نیٹم پور آر ڈبلیو ریلوے گجرات:۔ یہاں طاعون سے غربا بکثرت اجل کا شکار ہو رہے ہیں میں نے سنا ہے کہ آپکی دوائی نے بمبئی میں مسیحائی کا اثر دکھایا ہے۔ (۷۶) جناب محمد یوسف خان صاحب معرفت رجسٹرار سن اور سٹرڈوس (بمبئی):۔ آپکی ارسال شدہ دوائی سے سات بیمار تندرست ہوگئے (۷۷) جناب علی محمد صاحب ہیڈ منشی سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی:۔ یہاں آجکل اس مرض منحوس نے واویلا مچا دیا ہے اور لوگوں کا حال بہت قابل افسوس ہے کوئی علاج بھی اب تک نہیں پایا جاتا بہت نا امیدی وحسرت علاج میں مرے جاتے ہیں۔ آنجناب کی ایجاد کردہ دوائی کی بہت تعریف سنی ہے عوام میں خوشی کی دھوم مچ گئی ہے۔ (۷۸) جناب عبدالرحمن صاحب ابن غلام حسین صاحب محلہ سونا پور نعارسی کی چال دوسرا ایچاٹمک بمبئی:۔ آپ کی دوائی طاعون از حد مجرب ہے۔ (۷۹) فقیر عبداللہ ابن محمد قاسم صاحب الوری محرر ڈاک جنجیرہ ضلع قلابہ (بمبئی):۔ آپکی دوائی طاعون ملے میرے ایک محب کو پورا فائدہ ہوا۔ (۸۰) شیخ اسمعیل عرف میاں بھنتو مغرفا کلینڈر روڈ القسطین شیخ مہمو صاحب کی دروڈی شہر بمبئی:۔ جناب منشی حسام الدین صاحب ایڈیٹر اخبار کشف الحقائق بمبئی نے ایک شیشی دوائی طاعون عنایت فرمائی دو تین مریضوں کو دی جس سے مرض میں بہت تخفیف ہوئی (۸۱) جناب غلام احمد صاحب ڈاکٹر اسسٹنٹ بمبئی:۔ آپ کی دوا جس شخص کو دی شفا ہو دئی (۸۲) جناب بابو دھنپت رائے صاحب ڈاکٹر آفس کراچی:۔ آپ کی فیاضی نے بہت سے کراچی کے بندگان خدا کو موت کے پنجے سے چھڑا کر ان کو آپ کا ممنون احسان کیا ہے۔ آپ نے وہ کام کیا جو قابل تعریف ہے۔ (۸۳) جناب بابو سر محمد صاحب کلک پوسٹ آفس کراچی:۔ آپ نے جو عرق طاعون محمد حسن کلرک کو روانہ فرمایا تھا بہت سے لوگوں کی زندگی بچانی کا موجب ہوا۔ (۸۴) جناب قاضی اولاد علی صاحب ایم۔ اے کلرک ڈسٹرکٹ کراچی:۔ آپ کی ایجاد کردہ دوائی طاعون عجیب شے ہے جسکی شہرت عام پھیلگئی ہے (۸۵) جناب ابراہیم بن عمر معرفت میاں جان محمد نمبر ۲ منڈن اسٹریٹ بمبئی:۔ جو آپ نے محسوسات عدد شیشی عنایت فرمائی ہیں وہ قریباً بیس مریضوں کو دی گئیں جن میں سے ۱۵ اکس بالکل صحت یاب ہوئے۔ (۸۶) جناب عبدالرزاق شاہ صاحب ولد نعمت اللہ شاہ صاحب واقع سامن کی ریشم کی گون محلہ نار جلی باڑی شہر بمبئی:۔ بچشم خود دیکھتا ہوں کہ جس وقت آپ کی دوائی مریض کو پلائی وہ ہوش میں آگیا اور مرض جاتا رہا۔ (۸۷) جناب محمد یوسف خان صاحب ٹو سپیچنگ کلرک ہیڈ آفس میسرز رچرڈسن کرڈوس بمبئی:۔ آپ کی دوا نے بہت سی جانیں بچالی ہیں میرے بہت سے دوست اسکی تعریف کرتے ہیں (۸۸) جناب ابراہیم صاحب نغلبند معرفت تہمتن جی سیٹھ دارو والا صدر بازار کراچی بندر:۔ آپ کی دوا نے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے (۸۹) جناب کرشن داس پدن داس جی اچی گورنمنٹ سٹیمپ وینڈر سورت کیمپ مقام سورت:۔ آپ کا عرق درحقیقت تعریف کے قابل ہے میں نے ایک بوتل ایک دوست سے لیکر دو بیماروں پر استعمال کی جن کو کلی فائدہ ہوا۔ (۹۰) جناب سیدی حسن سیدی محمد بیصو دائی متصل روضہ مرحوم نواب سیدی ابراہیم مقام جزیرہ حبشان:۔ آپ کی ایجاد کردہ دوائی سے اکثر کو منفعت ہوئی ہے (۹۱) جناب البشر داس صاحب ایس۔ ایم معرفت مسٹر کھیم چند بیگ کلرک کراچی کنٹونمنٹ:۔ آپ کی اس دوائی نے بڑا اثر دکھلایا ہے۔ (۹۲) جناب ہاشم بھائی حبیب بھائی فاکلینڈ روڈ شہر بمبئی:۔ آپکی دوا سے بیماروں کو بہت فائدہ ہوا ہے (۹۳) جناب عبدالرحمن صاحب شریف مقام ٹیپو ضلع سکور:۔ آپکی نوازش کا جہان ممنون و مشکور ہو سکتا ہے ہر طرف آپ کے احسان کی دھوم مچی ہے خداوند کریم آپ کا سایہ عاطفت دائم و قائم رکھے۔ (۹۴) میاں محمد علی صاحب پی نستی ڈاکٹر ڈربن صاحب کراچی:۔ ہزاروں آدمی آپکی دوا سے فیضیاب ہوئے۔ (۹۵) جناب اڈوانی پرتیم داس حکماتی میونسپل کمیٹی حیدر آباد سندھ:۔ آپ کے عرق طاعون کی تعریف سنکر ڈاکٹر نے مشاہدہ کیا اس نے بھی تعریف کی (۹۶) جناب ابوبکر مولانا معرفت مسٹر ہیرالال صاحب ملا دروازہ گرجا کورٹ بمبئی:۔ آپکے عرق کی ایک بوتل میں نے ایک دوست سے حاصل کرکے ایک مریض پر آزمائی جسکو پورا فائدہ ہوا۔ (۹۷) جناب عبدالرب صاحب معرفت مجسٹریٹ صاحب درجہ دوم سوچن روڈ بنگلور:۔ آپ کی دوائی نے کئی آدمیوں کی زندگی بچالی۔ لوگ پلیگ کیمپ میں جانے سے گھر مرجانا ہی پسند کرتے ہیں ان کو یہ دوا برابر دی جا رہی ہے اور وہ شفایاب ہو رہے ہیں (۹۸) جناب سید غلام دستگیر صاحب زمیندار ہوسکوٹہ:۔ آپ کی دوا نے بہت لوگوں کو خدا کے فضل سے طاعون سے بچایا ہے (۹۹) جناب سید محمد اسمعیل صاحب وکیل عدالت بانکے پور محلہ مراد پور سبزی باغ:۔ آپ کی دوائی مریضوں پر آزمانے سے مفید پائی گئی (۱۰۰) سرن سنگھ صاحب وکیل عدالت دیوانی موضع کو نہا وال ڈاکخانہ الیسٹ انڈین ریلوے:۔ آپکی دوا اکسیر شفا چار مریضوں پر آزمائی گئی تین زندہ سلامت ہیں۔ ایک مرگیا دوا ختم نہ ہوتی تو وہ نہ مرتا۔ (۱۰۱) جناب سید وارث حسین صاحب دائرہ شاہ محبت اللہ شاہ صاحب الہ آباد:۔ آپ کی دوا نے بہت نفع بخشا۔ روز تقسیم کرتا ہوں۔ تخمیناً بارہ آدمیوں نے اجتک صحت پائی ایک مرگیا۔ آپ کا نام ✤ دوائی کیا ہے آب حیات یا آب بقا ہے۔ (۱۰۲) جناب باقر حسین صاحب ناظر کلکٹری الہ آباد:۔ آپ کی مرسلہ دوائی تین مریضوں کو دی تینوں تندرست ہوگئے (۱۰۳) جناب لالہ مرلا رام صاحب سکنڈ ماسٹر مڈل سکول ضلع انبالہ:۔ پلیگ کی دوائی مریضوں کو دیگئی بہت فائدہ ہوا۔ (۱۰۴) جناب محمد ابراہیم صاحب سارجنٹ موڈنڈہ ضلع انبالہ:۔ آپ کی اکسیر شفا بیشک اکسیر ہے۔ (۱۰۵) جناب شیخ نیاز علی صاحب موضع گمرسی ضلع الہ آباد:۔ آپ کی مسیحائی اثر اکسیر شفا سے الہ آباد میں اکثر مریضان طاعون شفایاب ہوئے (۱۰۶) جناب بیبی پرشاد صاحب ڈاک منشی کچہری الہ آباد:۔ دوائی سے کامل فائدہ ہوا ✤

(۱۰۷) جناب کالکا پرشاد صاحب نائب صدر واصلباقی نویس کچہری کلکٹری الہ آباد:۔ آپکی دوائی دو مریضوں کو بطور تجربہ دیگئی دونو بحکم خدا صحت پاگئے (۱۰۸) دھنوں برسگان مرزا آغا بیگ صاحب سب انسپکٹر پنشن یافتہ موضع بیگم سرائے ضلع الہ آباد:۔ جو دوا آپ کے یہاں سے چھوٹو عطار اللہ نے منگائی اس سے بہت مریضوں کو فائدہ ہوا ہے (۱۰۹) حکیم غلام نبی صاحب متصل پرانی منڈی ریاست جموں حویلی در گکا سنگھ

ابیات

بیادو سلامت زبالا ازمن ✤ ہمدم و ہم پیشہ و ہمنام من ✤ ہست فلاطون و مسیح النفس ✤ شد بمریضان چو شفا دادرس ✤ این دوا اکسیر شفا در رسید ✤ مژدہ زلال را چہ رواں در رسید ✤ ہر کہ از اکسیر شفایاب شد ✤ رنگ رخ زرد چو عناب شد ✤ لیک ہمہ صرف بیک ہفتہ گذشت ✤ بار عطا ساز بمن ہفت و ہشت ✤ چونکہ شدے باز از ایک است و لس ✤ رونق جموں بشکستہ این عسس ✤ از گرہ خویش کنم ہمہ صرف ✤ عرق زفیض تو درین نیست صرف ✤ من بطفیل تو شدم فیض بخش ✤ تو لقلہکے باختہ در جود رخش ✤

(۱۱۰) جناب محمد احمد خان صاحب اسسٹنٹ گورنمنٹ رپورٹر اخبارات الہ آباد:۔ طاعونی دوا نے بہت اچھا اثر کیا ہے اور طاعونی مقامات کو بہت کچھ فائدہ پہنچا رہا ہے۔ جزاک اللہ (۱۱۱) جناب سید ذاکر حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ محلہ چک الہ آباد:۔ واقعی آپ کی دوا نہایت مفید اور شفا بخش ثابت ہوئی جن لوگوں نے بحالت ابتدائی مرض اسکا استعمال شروع کیا تھا بچگئے اور ان کو بفضلہ صحت ہوئی (۱۱۲) جناب بابو مہر سنگھ صاحب تار بابو جموں:۔ سفیدا آپ کا اقبال کرے۔ دوائی فرستادہ جناب پہنچی۔ تیج بہرے اتابتہ باہمیں ران پر گلٹی ہوگئی تہی اور سخت درد میں مبتلا تہا اسکے حوالہ کی گئی تین دفعہ دوائی دیگئی درد سے افاقہ کلی آرام ہو جاویگا (۱۱۳) جناب لالہ چاند کا پیر عیسی پور (جونپور):۔ آپ کی دوائی اس مرض کے لیئے بیشک اکسیر ہے (۱۱۴) جناب رحیم سنگر گڈھ (گوسعا پور):۔ تین مریضوں کو آپکی دوا دی ہوئے (۱۱۵) جناب کھیم سنگھ صاحب نمبردار آپ کی دوائی ایک عورت کو دیگئی صحتیاب ہوئی۔ اور لچھمن سنگھ وسنتا سنگھ دفعدار لیلیانی ضلع لاہور کو آپ کی دوائی دیگئی صحتیاب ہوئے (۱۱۶) جناب صاحب داتی نہ رہتاس ضلع آگرہ:۔ اکسیر شفا واقعی اکسیر ہے چار مریض بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہوئے (۱۱۷) جناب وجیہ صاحب سب رجسٹرار لوہت پور ضلع پٹنہ:۔ اکسیر شفا سے لوگوں کو فائدہ کثیر ہوا۔ (۱۱۹) جناب رام کشن لال صاحب مختار فوجداری بانکے پور:۔ آپکی دوائی طاعون سے بہت سے لوگ صحت یاب ہوئے۔ (۱۲۰) جناب محمد مجید صاحب نوبت پور پٹنہ:۔ آپکی دوا کئی مرتبہ شکوا کر بیماران طاعون کو دی صحتیاب ہوئے (۱۲۱) جناب شیخ علی صاحب جزیرہ حبشان:۔ آپکی دوا اکسیر شفا دافع طاعون بہت فائدہ مند ہے (۱۲۲) رام کشن لعل مختار فوجداری بانکے پور (پٹنہ):۔ آپکی دوائی طاعون دس مریضوں کو دی بخار ٹوٹ گیا گلٹی میں بہت تخفیف ورد ہے اور سب کو امید صحت ہے (۱۲۳) جناب سید عمر حسین صاحب (حبشان) دو شیشی دوائی طاعون سے چار مریض شفایاب ہوئے (۱۲۴) ہرنگی ساہو صاحب محلہ نالبلغ شیخو پورہ (مونگیر):۔ آپکی دوا سے بہت لوگ اچھے ہوئے (۱۲۵) جناب مولوی سید محمد یوسف صاحب از ریلوے سٹیشن جموی:۔ اکسیر شفا کو از حد مفید پایا۔ (۱۲۶) جناب پرکھو چند رسین اچوترہ سوجیت گڑھ ڈاکخانہ رنبیر سنگھ پورہ ریاست جموں:۔ جہاں تک سکھنے میں آیا دوائی طاعون کو اکسیر پایا ایسا اثر تھا آپ کو اس فیاضی کا اجر عظیم دیگا واقعی یہ ایک اعلیٰ فرض آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے جو کسی فرد بشر کا کام ہے (۱۲۷) جناب حکیم سید مفتی شجاعت حسین صاحب پھلواری قادری (پٹنہ):۔ قریباً چار صد بیماران طاعون بحکم خدا میرے ہاتھوں سے آپ کی دوا اکسیر شفا سے شفایاب ہوئے۔ افسوس کہ قبل میں رجسٹر مریضان کا انتظام نہ تھا بعد آپنے حکم جناب والا کے ہم نے رجسٹر شروع کیا ہے

ستان کتابوں ... پیما (عص) ✤

... نا کیا ہے؟

... فضل علیہ ہو رہا ہے ... گھر گر پڑتا ہے اس لئے

پتہ:۔ حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکماء ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور (موچی دروازہ)

عارضہ پلیگ کا علاج اس طرح کرتے تھے جو مجھے گذارش کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسی کو عارضہ پلیگ کا شروع ہوا تو فوراً اکسیر شفا استعمال کی گئی اور گلٹی پر جونک یا کھربا لگایا گیا اور مطابق آپکے رسالہ "حرز طاعون" اور "رد طاعون اور اُسکا علاج" میں جو آپنے تحریر فرمایا ہے تعمیل کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے بیماران کو صحت عطا فرمائی ✣

اسمائے مندرجہ ذیل ہیں

(۱) نقی محمد حیات ساکن درانی ٹولہ (۲) ظہور الدین خیاط ״ ״ (۳) مساۃ جسودھیا وہ ساکن چوہٹہ مراد پور (۴) مساۃ دولتیا محلہ سبزی باغ (۵) حسن رضا محلہ مراد پور (۶) عنایت الدین محلہ دریا پور (۷) شیخ نبی بخش محلہ سبزی باغ (۸) تیاودساوین محلہ سبزی باغ۔ (۹) شیخ رحیم بخش محلہ مراد پور (۱۰) کبیر الدین سید احسان صاحب مختار محلہ باقر گنج (۱۱) مندراج حجام باقر گنج (۱۲) مساۃ اطورما محلہ مراد پور (۱۳) سکندی محلہ راجا پور (۱۴) مساۃ سودریا محلہ راجا پور جمال الدین پشمینہ فروش (پنجاب)۔ (۱۶) داہو ساکن چوہٹہ (۱۷) منسی محلہ کالا ٹولہ (۱۸) گوبرنی سند ساکن جھجرہ (۱۹) الیش کہار محلہ سبزی باغ (۲۰) محرر مسٹر نجم الہدے صاحب بیرسٹرایٹ لا (۲۱) دین جھول ملازم مسٹر حسین امام صاحب بیرسٹرایٹ لا (۲۲) شیخ ذفر او ند لا ساکن جیکارب (۲۳) یتیت گوالہ محلہ باقر گنج (۲۴) رگھو سید کی کہار پالم پور (۲۵) بزناک گوالہ جھجرہ مین پوری (۲۶) مطلوب حسین ساکن بہوانی (۲۷) ذومہ دوسلیمہ جھجرہ مین پوری (۲۸) خنتاد و سلیمہ پٹھانا کی بیوی کو سو دوسلیمہ جھجرہ مین پوری (۲۹) شیدو نانک ملازم مسٹر نجم الہدے سے وہ جا نبر ہوئیں بیرسٹرایٹ لا (۳۰) مالی کپور محلہ دریا پور (۳۱) جھمو ساکن گلی بمبئی:۔ (ترجمہ) بیتیا ساکن کالا ٹولہ (۳۳) مہندری ساکن کالا ٹولہ جادو کا کام کیا ہے اوادساکن کالا ٹولہ (۳۵) چھوٹو رام پاسی باقر گنج اور تیمارداری تعریف کوچیان محلہ باقر گنج (۳۷) اہلیہ نورچشم سید یوسف عبدالرحمن خلف سہ رناگ گوالہ دریا پور محلہ مرگیا (۳۹) سکھدیو سنگھ متصل بمبئی:۔ آپ (۴۰) محمد عبدالطیف مختار مرگیا (۴۱) رام دہاک واقعی اکسیر کا کام دیا ہے (۴۲) چینتو جینتہ سبزی باغ ״ (۴۳) مساۃ گلابو بمبئی: مدن کوپہ مرسکل) بانکی ناتھ گوپال زرگر محلہ باقر گنج (۴۵) محرلی باپیہ آیش جسکو دیں فورا باقر گنج (۴۶) دوارکا گوالہ جھجرہ مین پوری (۴۷) رام کسوری شہر بمبئی چھوٹا سوداگر فروش محلہ باقر گنج (۴۸) دو کھو پاسی دریا پور محلہ بمبئی میں آپ کے بدو دریا پور محلہ (۵۰) محمد اسمٰعیل سبزی باغ ✣

(۱۲۸) حضرت جناب عبدالحق صاحب محرر (سرہند):۔ آپ کی دوائی کا پادانعم گانٹھ مریضوں پر استعمال کرایا گیا عمدہ اثر ہوا (۱۲۹) قاضی عبدالحکیم صاحب جلال پور جٹاں سیالکوٹ:۔ آپ کی اکسیر شفا سے بہت لوگوں کو شفا حاصل ہوئی (۱۳۰) جناب پرتھی سنگھ صاحب نائب تحصیلدار متعینہ پلیگ ڈیوٹی رتن گڈھ (انبالہ)۔ دو شیشی کی بھی ہے دو تین آدمیوں کو متوضح مواضح تحصیل روپڑ میں اور ایک آدمی کو موضع مورنڈہ میں کئی اور مریضان طاعون کو دیگئیں خدا کی قدرت سے سب شفایاب ہو گئے فقط ایک آدمی جس نے باقاعدہ دوائی نہیں کہائی تھی مرگیا لیکن تاہم اُسکی گلٹی کا درد بالکل بند ہو گیا

میری رائے میں یہ دوائی موجودہ حالت میں ہر ایک گھر میں موجود ہونا ضروری ہے امید ہے کہ گورنمنٹ بھی اس قابل قدر دوائی کی قدر کریگی

تھوڑے سے ہی عرصہ میں یہ دوائی جہاب کی طرح جاٹ گئی ہے (۱۳۱) جناب مرزا آغا بیگ صاحب سب انسپکٹر پنشن یافتہ بیگم سرائے الہ آباد:۔ آپ کی دوائی سے مریضان طاعون نے صحت پائی واقعی یہ دوا دنیا بھر میں اپنا ثانی نہیں رکھتی (۱۳۲) جناب کیدار ناتھ صاحب ورما اڈین کارٹوننگ رنڈ ملا سنگ نمبر ۲ کونسل ہوس سرب کلکتہ:۔ آپ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپکی دوائی نے اعجاز مسیحائی کا کام کیا۔

جناب شمس الحکماء حکیم سید امداد امام صاحب رئیس

بنوٹرا اودہ اخبار مطبوعہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں "ہم خوشی سے دیکھتے ہیں کہ وہ دوا جو ٹلینہ وغیرہ میں سرکاری طور پر تقسیم ہوئی تھی جناب حکیم غلام نبی صاحب لاہوری کی دوا تھی تصدیق کی ہے جسکو انہوں نے تجربہ کے وقت مفید طاعون پایا۔ (۱۳۴) مادھو پرشاد صاحب ریونیو ٹھا کچہری سماچار ترموہانی (مرزا پور):۔ ایک شیشی سے دو آدمیوں کی جان بچگئی ✣ (۱۳۵) جناب امرسترپارام صاحب ساہوکار ہوشیار پور:۔ آپ کی دوائی سے ایک مریض کو مطلق آرام ہو گیا (۱۳۶) جناب سیرا صاحب پٹواری مورنڈہ (انبالہ):۔ ایک شیشی سے دس مریضوں کو فائدہ ہوا۔ (۱۳۷) چوہدری بختاور سنگھ صاحب منیلہ (انبالہ) اس سے پیشتر دو شیشی مرسلہ آنجناب سردار پرتھی سنگھ صاحب متعینہ پلیگ ڈیوٹی نے تین مریضان پر آزمائش کی تھی جس سے صحت کامل حاصل ہوئی اگرچہ اس مرض کا علاج بڑے بڑے حکماء و ڈاکٹران سے نہیں ہوا۔ مگر آپکی دوا ایک جادو کا اثر رکھتی ہے (۱۳۸) لکشمی شنکر صاحب وکیل گنج مرزا پور:۔ آپ کی دوائی پلیگ بہت سے مریضوں پر مفید ثابت ہوئی:۔ (۱۳۹) جناب شیخ نظیر حسین صاحب عرف چھوکو عطار محلہ نخاس کہنہ الہ آباد:۔ تعجب بالائے تعجب این ست کہ نہ از دعلت نفعے و نہ از دوائے اثرے۔ الغرض دوائیکہ ملازمان جناب ترتیب نمودہ اند خیلے نافع۔ اکثر اشخاص کہ آنرا استعمال نمودند از مرض مہلک محفوظ ماندند۔ (۱۴۰) نقو مل صاحب اسلی گنج مرزا پور آپکی دوائی دفعیہ طاعون میں اکسیر ہے (۱۴۱) جناب تریاق حسین صاحب محلہ دریا آباد الہ آباد:۔ آپ کی دوائی طاعون سے سینکڑوں آدمی اچھے ہو گئے۔ (۱۴۲) جناب نرسنگھ مل صاحب سیاہہ نویس رنبیر سنگھ پورہ (جموں):۔ دوائی طاعون قابل تعریف ہے جن جن کو دی کامل فائدہ ہوا:۔ (۱۴۳) جناب لالہ لچھمن داس صاحب ناظر محکمہ پولیس جموں:۔ دوائی طاعون کی از حد تعریف سنی (۱۴۴) لالہ چندر نرائن صاحب کہتری عرف لالہ چندو لال صاحب واسلی گنج مرزا پور:۔ ایک شیشی اکسیر شفا سے تین آدمی جنکو انگریزی ڈاکٹر اور حکیم جواب دیچکے تھے بالکل شفایاب ہو گئے یہاں آپکی دوائی تیر بہدف کا کام دیرہی ہے (۱۴۵) جناب محمد عظیم صاحب پٹواری ازمسانی (جالندھر):۔ آپکی دوائی طاعون ایک جادو ہے (۱۴۶) محمد عبدالقادر صاحب مسانی (جالندھر):۔ آپ کی جنکی دوائی جسکو دی آرام ہوا۔ ایسی زود اثر دوائی نہیں دیکھی (۱۴۷) جناب کانا ولد کرم سنگھ از موضع کٹانہ ضلع جالندھر:۔ آپکی مجرب دوا پلیگ کا تجربہ کیا بہت ہی عمدہ ثابت ہوئی (۱۴۸) جناب لالہ بدری پرشاد صاحب بہارگو محلہ بتی بابو (مرزا پور):۔ آپکی دوائی تیر بہدف ہے

(۱۴۹) جناب مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار

لاہور ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

لاہور کے زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی صاحب

نے جو بوجہ اپنی شہرت کے محتاج تعریف نہیں ایک مفصل رسالہ طاعون کی تاریخ حالات واسباب ٹیکہ کی کیفیت پر شامل کیا ہے جسکی دو ہزار کاپیاں مفت تقسیم کی ہیں۔ علاوہ اسکے حکیم صاحب کی مشہور دوائی اکسیر شفا جو طاعون کے علاج کے لئے آج تک باقی تمام ادویہ سے مفید ثابت ہوئی ہے وہ بھی حکیم صاحب رفاہ عام کے لئے مفت تقسیم کرتے ہیں مہاراجہ صاحب نابہ نے حکیم صاحب کے علاج پلیگ کی نسبت یہ سرگرمی دیکھ کر نہیں ایک

قیمتی خلعت مع طلائی کڑوں کے عنایت کیا ہے

(۱۵۰) جناب عبدالرحمٰن خاں صاحب جاودیریس (جونپور) دوائی مرسلہ ۵ آدمیوں کو دیگئی بفضلہ تعالیٰ نفع ہوا۔ (۱۵۱) احمد دین ملازم روشنی طویلہ دیوان ٹھاکر داس صاحب جموں:۔ آپ کی دوائی تجربہ سے طاعون کے لئے مفید ثابت ہوئی (۱۵۲) پربہو رام صاحب چونی خورد (انبالہ) آپ کی دوائی طاعون اکسیر اعظم ہے (۱۵۳) جناب سید جواد حسین صاحب کوتہاڈاکخانہ نواگر (بلیا):۔ شیشی مرسلہ مفید ثابت ہوئی (۱۵۴) پرتاب سنگھ صاحب پٹواری مورنڈہ ضلع انبالہ (۱۵۵) گھنڈو مل کھتری چوپڑہ سوئینڈ ڈاکخانہ بہرالہ ضلع جالندھر:۔ آپ کی مشہور دوائی پلیگ سے اکثر آدمیوں کو فائدہ ہوا ہے (۱۵۶) جناب ہری نارائن پرشاد صاحب (مرزا پور) آپ کی شیشی ابھی ایک شخص کو جو قریب المرگ تھا دیگئی بفضل خدا بہ نسبت سابقہ بہت اچھی حالت میں ہے (۱۵۷) چھید ملیل صاحب بھارگو اسلی گنج (مرزا پور):۔ آپ کی دوا سے اکثر فائدہ ہوا ہے۔

(۱۵۸) منشی بیراسی صاحب ازمسانی (جالندھر):۔ آپ کی دوائی سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ (۱۵۹) جناب دیوان سالگرام صاحب رخصتی اہلکار ضلع ہوشیار پور۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب کی دوائی عمدہ اور زود اثر ہے (۱۶۰) جناب شیخ خدا بخش عبدالحمید صاحب سوداگر بازار چوک الہ آباد:۔ آپ کی دوا جن جن مریضوں کو دیگئی خدا کے فضل سے شفا ہو گئی (۱۶۱) لالہ جیولعل صاحب مقام گوسلاں (لدیانہ):۔ آپکی دوا ایک مریض پر آزمائی گئی فائدہ ہوا۔ (۱۶۲) جناب جگن پرشاد صاحب ٹون ہال مرزا پور (۱۶۳) جناب محمد ابو سعید صاحب رسولپور (الہ آباد) آپ کی دوا چار شخصوں کو دیگئی سو وہ قریب المرگ تھے بہت کچھ فائدہ ہوا ہے ان کی جان بچی (۱۶۴) جناب سندر سنگھ صاحب ذیلدار جالندھر سو ضلع مسانی نے معلوم ہوا کہ جناب کی دوائی جن بیماروں کو دی گئی وہ راضی ہو گئے۔ (۱۶۵) ابو محمد اسد اللہ خاں صاحب محلہ واسلی گنج مرزا پور:۔ آپکی دوائی پلیگ نہایت مفید ہے۔ آپنے بندگان خدا پر نہایت احسان کیا۔ (۱۶۶) جناب لالہ گوپال داس صاحب ڈسکہ (سیالکوٹ):۔ ایک لڑکا موضع جامکے کا رہنے والا اسکے استعمال سے بچگیا۔ خدا جزائے خیر دے (۱۶۷) جناب منشی عبدالرحمٰن خاں صاحب (جموں) آپکی دوائی بیماری طاعون پر بڑی مفید پائی (۱۶۸) جناب سید غلام مصطفے صاحب متصل مسافر خانہ شاہ گنج (جونپور):۔ آپ کی دوائی آزمائی گئی فوراً آٹھ آدمیوں کو جو شور میں شفا ہوئی (۱۶۹) جناب عالم خاں صاحب دانا آباد (الہ آباد):۔ آپ کی دوائی الہ آباد میں بہت لوگوں کو مفید ہوئی (۱۷۰) عبدالعزیز صاحب کنگھالہ (انبالہ):۔ اکسیر شفا کے استعمال سے کامل شفا ہو گئی (۱۷۱) جناب بوٹا مل صاحب ضلع انبالہ: جو شیشی دوائی بنام محمد شریف روانہ فرمائی تھی اُس سے کامل صحت ہوئی (۱۷۲) جناب مرزا آغا بیگ صاحب سب انسپکٹر پنشن یافتہ بیگم سرائے الہ آباد:۔ آپ کی دوائی طاعون دنیا بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتی (۱۷۳) اننت رام صاحب اگو کے ضلع سیالکوٹ:۔ ایک مریض بخار طاعونی کا تپ اتر گیا (۱۷۴) جناب مادھو پرشاد صاحب میونسپل پریس الہ آباد:۔ آپ کی دوائی بہت سے مریضوں پر آزمائی گئی مجرب ہے۔ (۱۷۵) لکھمی داس صاحب نورتخصا ماسٹر ایم۔ بی ہائی سکول جامکے ضلع سیالکوٹ:۔ آپ کی دوا مریضان طاعون کو دیگئی صحت یاب ہوئے ✣ (۱۷۶)

جناب شمس الحکماء حکیم سید امداد امام صاحب (اثر)

رئیس عظیم ضلع پٹنہ اپنے رسالہ "مفید الطاعون" (جو بحکم گورنمنٹ بنگال تصنیف کیا گیا ہے) کے صفحہ ۴۵ میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ راقم نے زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی خاں صاحب کی دوا کو بھی جو شیشیوں میں بکتی ہے مفید طاعون پایا ہے دوا حکیم صاحب موصوف کے کارخانہ میں بمقام لاہور فروخت ہوتی ہے اور ایک روپیہ کو ایک شیشی بکتی ہے ایک شیشی دو تین بیمار کے لئے کافی ہے ابتداء مرض میں بڑا فائدہ دکھاتی ہے اور حفظ ماتقدم کے خیال سے بھی قابل قدر ہے

تاریں

:۔ تار نمبر ۲۲۷ مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء (۱۰۰ شیشی) تار نمبر ۴۲ مورخہ ۲۶ فروری (۵۰ شیشی) تار نمبر ۱۵۳۱۴ مورخہ ۲۷ اپریل (۱۵۰ شیشی) تار نمبر ۴۰۴۳ مورخہ ۲۷ نومبر (۵۰ شیشی) تار نمبر ۹۰۰ مورخہ ۱۶۔ اکتوبر (۱۰۰ شیشی) تار نمبر ۲۴۴ مورخہ ۲۷ نومبر ۲ شیشی تار نمبر ۱۷ مورخہ ۱۸ مارچ (۵۰ شیشی) ✣ تار نمبری ۱۵۸۱ مورخہ ۹ مارچ (۱۰۰ شیشی) تار نمبر ۲۲۳۷ مورخہ ۲۱ نومبر (۳۵ شیشی) تار نمبر ۴۵۴۸ مورخہ ۲۴ دسمبر ۵۰ شیشی تار نمبر ۱۱۰۳ مورخہ ۷ فروری (۶ شیشی) تار نمبر ۱ از کانٹھیا واڑ ✣ تار نمبری ۶۹۱ از بنگلور تار نمبری ۵۷۱۷ از کراچی تار نمبر ۴۸ از آرگام تار نمبر ۱۳۱۴ از بنگلور تار نمبر ۴۵ از نورنگ پٹھ تار نمبر ۵۱۸۶ از بنگلور تار نمبر ۱۵۶۹ از کراچی تار مورخہ ۱۱ دسمبر از بنگلور۔ ان کے علاوہ صدہا خطوط اور تاریں آئیں اور آرہی ہیں۔

الحمد للہ والمنتہ کہ

ہر چہار طرف سے اکسیر دافع طاعون کے تعریفی خطوط اس قدر جمع ہو رہی ہیں کہ جن سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے یہاں پر گنجائش نہیں ہے۔ اکسیر شفا مندرجہ ذیل پتہ پر طلب فرمائیے

زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور (موچی دروازہ)

ایسی بدقسمت یورپ کے ملکوں میں خصوصاً پائے جاتے ہیں جو ذرا سی نامرادی پر گولی کھا کر مرجاتے ہیں۔ ایسی لوگوں کا خودکشی کرنا خود اُن کے مذہب کی موت اور کمزوری کی دلیل ہے اگر اسمیں کوئی قوت اور طاقت ہوتی تو اپنے ماننے والوں کو ایسی یاس اور نامرادی کی حالت میں نہ چھوڑتا۔ لیکن اگر خدا تعالے پر اسے ایمان ہے اور اس قادر کریم ہستی پر یقین رکھتا ہے کہ وہ دعائیں سنتا ہے تو اس کے دل میں ایک طاقت آتی ہے۔

یہ دعائیں حقیقت میں بہت قابل قدر ہوتی ہیں اور دعا کرنے والا آخرکار کامیاب ہو جاتا ہے ہاں یہ نادانی اور سوءِ ادب ہے کہ انسان خدا تعالے کے ارادہ کے ساتھ لڑنا چاہے۔ مثلاً یہ دعا کرے کہ رات کے پہلے حصہ میں سورج نکل آوے اس قسم کی دعائیں گستاخی میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ شخص نقصان اُٹھاتا ہے اور ناکام رہتا ہے جو گھبرانے والا اور قبل از وقت چاہنے والا ہو۔ مثلاً اگر بیاہ کیے دس دن بعد مرد و عورت یہ خواہش کریں کہ اب بچہ پیدا ہو جاوے تو یہ کیسی حماقت ہوگی اُسوقت تو اسقاط کے خون اور چھچھڑوں سے بھی بے نصیب رہیگی اسی طرح جو سبزہ کو نمو نہیں دیتا وہ دانہ پڑنے کی نوبت ہی آنے نہیں دیتا۔

میں نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ ایکبار اور شرح و بسط کے ساتھ دعا کے مضمون پر ایک رسالہ لکھوں مسلمان دعا سے بالکل ناواقف ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جنکو بدقسمتی سے ایسا موقع ملا کہ دعا کریں مگر انھوں نے صبر اور استقلال سے چونکہ کام نہ لیا اس لیے نامراد رہے اس لیے نیچری مذہب اختیار کر لیا کہ دعا کوئی چیز نہیں یہ دھوکا اور غلطی اسی لیے لگتی ہے کہ لوگ حقیقت دعا سے ناواقف محض ہوتے ہیں اور اس کے اثر سے بے خبر۔ اور اپنی ابتدائی ناکامیوں کو پورا نہ ہوتی دیکھکر کہ اُٹھتے ہیں کہ دعا کوئی چیز نہیں ہے اور پھر برگشتہ ہو جاتے ہیں۔

دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے اگر دعاؤں کا اثر نہ ہوتا تو پھر اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ باقی آئندہ

حضرۃ اقدس عم کی پرانی اور اچھوتی تقریریں

اثباتِ نبوۃِ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم

نبوۃ اس جناب کی اسطرح پر ثابت ہے کہ انھوں نے نبوۃ کا دعوٰے کیا اور معجزے ظاہر کیے۔ لیکن ثبوت اس امر کا کہ انھوں نے نبوۃ کا دعوی کیا پس تواتر سے ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا اور ثبوت معجزہ کا دو طرح پر ہے ایک یہ کہ انھوں نے خدا کا کلام لوگوں کو سنایا اور کہا کہ اگر تم کو انکار ہے تو ایسی کلام تم بھی بنا لاؤ۔ پس باوجود اس کے کہ وہ لاف بلاغت اور فصاحت کی مارتے تھے اور اکثر اُن میں شاعر تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح الزام دیں پھر بھی کم سے کم ایک سورہ کی برابر نہ بنا سکے پس باوجود اس کے کہ سب باتیں انکی نقل کی گئی ہیں مگر آج تک کسی سے منقول نہیں کہ کسی نے ان میں سے جواب بھی دیا تھا اور کس طرح ہو سکتا تھا کہ جس کلام کو صدہا مخالف سنتے تھے اور نو اعتقادوں کو پڑھایا جاتا تھا اس میں خلاف واقعہ درج ہو اور ایسا جھوٹھ جسکو وہ فی الفور ثابت کرسکیں لکھا جاوے۔ اور یہی دلیل ہے شق القمر کی۔

اور دوسری قسم ثبوت معجزہ کی یہ ہے کہ اس قدر خوارق عادات نقل کیے گئے ہیں اور بطریق متعددہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس کا خلاف ہونا عقلاً محال ہے جیسے ہنود میں باوجود کثرۃ اختلاف کے اس قدر بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اگلی زمانہ میں ایک شخص ضرور ہوا ہے جس کا نام رامچندر تھا۔ اور جیسے ثابت ہوا کہ نوشیروان ضرور عدالت کی طرف مائل تھا اور حاتم سخی تھا اور یا جیسے ہر شخص اپنی ماں کو جانتا ہے یا اولاد کو پہچانتا ہے۔ اسی طرح معجزات ثابت ہیں اور تحدی جو کی گئی وہ

ثابت ہوتی ہے۔ اسلیے قرآن شریف کہتا ہے يعرفونه كما يعرفون ابناءهم گویا یہانتک یقین بڑھا ہوا ہے اور اسقدر ثبوت ہیں کہ مشاہدہ کو اسپر فوقیت ہے۔ اور سوائے اس کے دو وجہ ثبوت نبوۃ کے اور ہیں ایک وہ اخلاق عظیم کہ ان میں تھے اور ایک وہ علم و حکمۃ کہ باوجود اُمّی ہونے کے امنیں تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اکثر غزوات میں مصروف تھے پھر بھی ایک نقطہ شریعت کا باقی نہ رہا جو آپ نے بیان نہ کیا ہو۔ تمام فقہ۔ عبادات۔ معاملات اور فرائض اور تعزیرات جیسے دفتر بھرے ہوئے ہیں بیان کیے۔ اور اسی طرح وہ شجاعت دلیل نبوۃ ہے جو ان میں تھی۔ اور وہ وثوق يعصمك الله من الناس پر اور وہ قوی دلی کہ جنگ بدر میں جب شکست آئی اور بعض لوگ پیچھے ہٹے آپ اپنی جگہ سے ایک بالشت بھر بھی نہ ہٹے اور ہزاروں کے سامنے اکیلے حملہ کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے انا الله لا يكذب۔

پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے موقع میں اپنا آپ معلوم کر دینا اور بلند آواز سے کہنا کہ میں نبی ہوں اور وہی ہوں جس کی تلاش میں ہو سوائے صادق کے کس کا کام ہے اور اسطرح وہ اخلاق عظیم جو آپ میں تھے اور وہ صبر اور وہ حلم اور وہ مروۃ جو اُن میں تھی کہ مخالفین نے باوجود کثرۃ مخالفت کے کوئی عیب اُنپر ثابت نہ کیا پس کسطرح ہو سکتا ہے کہ یہ سب باتیں ایک ایسی شخص میں کہ درحقیقۃ نبی نہیں ہے جمع ہوویں؟ اور کب ممکن ہے کہ خدا تعالے ان سب کمالات کو اس شخص میں جمع کرے جسکو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور نہ صرف جمع کرے بلکہ تیئیس برس تک اسکو مہلت دیوے اور مظفر و منصور رکھے اور اسکے دین کو تھوڑے عرصہ میں سب دینوں پر غالب کرے اور قیامت تک اس کے آثار کو باقی رکھے یہ سب باتیں سوائے صادق کے کہاں ہو سکتی ہیں اور کب ممکن ہے؟ بلکہ مفتری کاٹا جاتا ہے اسکو راہ نہیں ملتا

پر جو حق ہے وہ باقی رہتا ہے اور بڑھتا ہے اور پھولتا ہے اور اچھے درخت کی مانند پھل دیتا ہے اور اُس کی عمر دراز ہوتی ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ اس قوم میں ظاہر ہوئے۔ جو سب قوموں سے زیادہ تر جاہل تھی۔ جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔ جنکو کچھ حکمت کی خبر نہیں تھی جنکا مذہب بُت پرستی تھا۔ اور پیشہ چوری تھا اور سراسر عیبوں میں بھرے ہوئے تھے۔ اس نور نے اُن کے اخلاق تبدیل کیے جہل کی جگہ علم و حکمت بخشے اور فضائل علمی اور عملی میں کامل کیا اور ایک عالم کو ایمان اور عمل صالح سے منور کیا اور ان کے اخلاق ذمیمہ کا قلع قمع کیا اور ظاہر ہے کہ عادتوں اور خلقوں کا بدلنا نہایت دشوار ہے۔ اور آدمی اپنے خلقوں کو بدل نہیں سکتا۔ پس ظاہر ہے کہ جبکہ اپنا عیب دور کرنا مشکل ہے تو دوسرے آدمیوں کے عیب جو لکھو کہا ہوں تھوڑے عرصہ میں بالکل دور کر دینا کس قدر مشکل ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ اس مشکل سے بڑھ کر اور کوئی مشکل نہیں اور کلام اللہ سے یہ دونوں امور ثابت ہیں۔ اول انکا عیب دار ہونا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت سے پاک صاف ہو جانا بخوبی ثابت ہوتا ہے کیونکہ کلام اللہ میں اول کافروں کے عیب بیان ہوئے ہیں۔ پھر اُن اشخاص کا حال بیان کیا کہ اہنیں سے مومن ہوئے۔ ان دونوں حالات کے دیکھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ اول وہ کسقدر شیطان کے پنجہ میں گرفتار تھے اور پھر نور صحبت سے کسقدر نورانی ہوئے جیساکہ اُن کے کفر کا حال بیان کیا ہے کہ یاکلون و یتمتعون الآیۃ اور پھر ایمان کے بعد یہ خلق حاصل ہوا یبیتون لربہم سجدا و قیاما۔

ذوق نماز

رمضان المبارک کے دوسرے خطبہ کا خلاصہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ +

ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمکو ذکر الٰہی سے غفلت میں نہ ڈالدے راحت پسند اور نفع جو ہستی (انسان) کے سامنے وہ کون سی ایسی پیاری اور مرغوب شے پیش کروں جو دل بہلانے والی اور ہر حال میں کام آنے والی ہو؟ میرا ایمان ہے کہ وہ خدا ہے اور اسکے سوا کوئی چیز ایسی نافع اور دلربا نہیں جیسی ذکر اللہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اللہ جل شانہ بڑی دولت ہے اور یہ بالکل سچ ہے

خدا داری چہ غم داری

بعض لوگ جن کی عقل ماری گئی ہے وہ اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنا محبوب بناتے ہیں من یتخذ من دون الله اندادا یحبونہم کحب الله - الآیہ لیکن جو مومن ہیں وہ تمام اشیاء سے بڑھ کر اللہ ہی کو محبوب بناتے ہیں۔

یہ راز سمجھنے کے لیے (کہ کیوں جاہل انسان اللہ تعالےٰ کی محبت غیروں کو دیتا ہے اور کیوں مومن اللہ تعالی سے بڑھ کر کسیکو محبوب نہیں سمجھتا) ضروری ہے کہ انسانی فطرت پر غور کر لیا جاوے۔ انسان بالطبع نفع رساں اور خوبصورت وجود سے محبت کرتا ہے + ظاہری اشیاء کے حسن اور احسان تک جس کی نظر اٹھتی ہے وہ ان میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے لیکن جو دوربین اور باریک بین ہے اس کی نظر ان سے بھی بڑھ کر اصل ذات تک جاتی ہے جو حقیقی محسن اور اپنے حسن میں یکتا اور یگانہ ہے + اس لیے اللہ تعالی نے ہمیشہ دنیا میں ایک قوم ایسی رکھی ہے جنھوں نے اپنے چال چلن سے ثابت کر دیا ہے کہ انکی نظر میں اللہ تعالی سے بڑھ کر کوئی محبوب و محسن نہیں ہے۔ اور اسی لیے وہ دنیا میں رہ کر دنیا کے علائق رکھتے ہوئے ان تمام تعلقات سے بے تعلق اور الگ ہیں اور ذکر اللہ سے غافل نہیں اور

دل بیار دست بکار

کے مصداق ہیں۔

مگر جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے حسن و احسان کو دیکھنا نہیں چاہا اور دلفریبوں اور مال و اولاد کے افکار نے انکو اپنا پابند کر لیا ہے وہ غفلت کی حالت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور دنیا و دین میں خسارہ میں ہیں۔

جن لوگوں کی یہ حالت ہے کہ دُنیا کے دھندوں سے انھیں فرصت نہیں ملتی اور وہ ذکر اللہ میں لذت نہیں پاتے۔ ان کی حالت اس سے زیادہ نہیں کہ جیسے ایک بندر نچانے والا قلندر ایک محلہ میں آکر اپنی ڈگڈگی بجاتا ہے تو بچے بیچین ہو کر جمع ہو جاتے ہیں اور اپنی ساری خوشیوں اور راحتوں کی انتہا اسی تماشے کو سمجھتے ہیں اسی طرح یہ غافل عن ذکر اللہ لوگ مال و بنون اور دنیا دوں کے تماشوں میں مبتلا ہوئے ہیں انھیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنا وقت عزیز رائگاں کر رہے ہیں۔ لیکن جب یہ تماشا ختم ہوگا اور آنکھ بند کرنی پڑیگی اُسوقت انھیں معلوم ہوگا کہ ہم کیا کرتے رہے؟ ابھی معلوم نہیں کہ ہم کس غرض کے لیے آئے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔

اسی لیے قرآن شریف میں اس دنیا کو لہو و لعب کہا گیا ہے جو انسان کو اس کے اصل منشا اور مقصد زندگی سے الگ پھینک دیتی ہے۔

پس غور کرو اور سوچو کہ تمھارا کیا فرض ہے اور تم کیا کرتے اور تمھارے ان کاموں کا انجام کیا ہوگا؟۔

اللہ تعالےٰ کے ذکر سے اسقدر غفلت اور بے پروائی کیوں ہے؟ میرا اپنا تجربہ ہے کہ یہ غفلت اسی لیے ہے کہ انسان نے اللہ تعالےٰ کے ذکر کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ اس لذت اور ذوق سے ناآشنا ہے جو اس کی یاد میں ملتا ہے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ انسان ایک ذائقہ پسند ہستی ہے اگر کھانے میں نمک اعتدال اور مناسبت سے زیادہ ہو تو کیسے کھانے پھینک دیتا ہے۔ اور اگر کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے ہیں تو کیوں ان سے نفرت کرتا ہے؟ صرف اس لیے کہ وہ ذائقہ کی حس جس سے ایک مزہ اور لطف اُٹھاتا ہے وہ نفرت پیدا کرتی ہے۔ پھر جب کہ ان ادنی باتوں میں ایک ذائقہ چاہتا ہے تو کیوں ذکر اللہ میں ذوق لینا نہیں چاہتا؟ اگر وہ ذوق لیتا تو ہرگز اس حالت کو نہ پہونچتا اور اپنے فرض و منشاء زندگی سے دور نہ جا پڑتا۔

دیکھو اگر تم اپنے بیٹے کو بازار میں کوئی سودا لینے یا کسی اور کام کے لیے بھیجو اور وہ اصل کام کو چھوڑ کر کھیل و تماشہ میں مصروف ہو جاوے تو کیا تم اس سے خوش ہو جاؤ گے یا اُسے سزا دو گے؟ یقیناً تم اُسے سزا دو گے۔ پھر کیوں اللہ تعالیٰ کے حضور اس امر کو یقینی نہیں سمجھتے وہ فرماتا ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو اسلیے بھیجا ہے کہ وہ میری عبادت کریں جیسے آسمان پر اس کی مخلوق ہے کہ وہ ہر وقت اُس کی تحمید و تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے کوئی کھڑا عبادت کر رہا ہے کوئی سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور کوئی سبحان اللہ کہتا ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا غیور خدا ہے۔ اور وہ پسند نہیں کرتا کہ اسکو چھوڑ کر اور بت بنا کر ان میں مشغول ہو۔ اولاد مال و منال اور دنیا کے مختلف اشغال سب بت ہی ہیں اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے روکنے والے ہوں۔ وہ شخص یقیناً بت پرست ہے جو خدا کو چھوڑتا ہے اور ان بتوں کو پوجتا ہے غرض خدا تعالیٰ اس امر کو عزیز رکھتا ہے کہ زمین بتوں سے پاک کی جاوے اور سُبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر کا ذکر ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے بڑھ کر کوئی چیز ناراض کرنیوالی نہیں کہ اس کے ملک میں رہ کر اس کی مخلوق ہو کر اس کا رزق کھا کر پھر بیحیائی سے دوسروں کیطرف توجہ کرے یہ امر بھی تمھاری فطرۃ میں موجود ہے جس پر تم ذرا سا بھی احسان یا سلوک کرو۔ اگر وہ تمہارا ذرا سا بھی مقابلہ کرے یا خلاف مرضی کر دے تو تم کیسے ناراض ہوتے ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ جو خالق ہے اور رازق مالک ہے اور سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے پھر وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ تم اُسے چھوڑ کر اوروں کی پرستش کرو۔ یا اوروں کے تعلقات فاق کہتیں اُس سے ہٹا سکیں میں پھر اصل بات کیطرف آتا ہوں کہ ساری غفلتوں اور سستیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان ذوق عبادۃ کو حاصل کرنیکی فکر نہیں کرتا۔

پروردگار جانتا ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق میں چکھ کر پرکھ کر اور دیکھ کر چھو کر کہتا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ بڑی پیاری ہستی ہے اگر اسکا خوف اور محبت رکھکر احکام اور کلام کی عزۃ کرے اور اس سے ایسا پیار کرے جیسا والدین اور اولاد سے کرتا ہے بلکہ اُس سے بڑھ کر اسمیں غور کرے گا تو حقیقۃ میں وہ دیکھ لے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی عزیز چیز نہیں ہو سکتی۔

وہ اس امر کو تجربہ کرے گا کہ بیحیائیاں اور بدکاریاں دور ہونے لگیں گی اور روح میں ایک لذت اور اطمینان پیدا ہو جاوے گا۔ کیونکہ اطمینان اور سکینت ذکر الٰہی سے ہی پیدا ہوتے ہیں

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

یہی نمازیں ہیں جنکو ہم لوگ پڑھتے ہیں مگر کیا کبھی ان نمازوں سے کوئی مزہ اور ذوق لینا بھی چاہتا ہے۔ یا یونہی ایک فرض اور بوجھ سمجھ کر انکو ادا کرتے ہو اگر ذوق نماز پیدا ہو جاوے تو یہ ایسی پیاری نظر آ دیں کہ چھوڑنے کو جی ہی نہ چاہے گا۔ مگر افسوس تو یہی ہے کہ نماز کا مزہ ہی نہیں چکھتا۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انسان ایک ذوق پسند ہستی ہے اور میرے نزدیک یہ ایسی حجت ہے کہ جب معمولی اشیا تک میں ایک مزہ اور ذوق لیتا ہے پھر کیوں نماز میں مزہ لینا پسند نہیں کرتا۔

اگر اسکو مزہ نہیں آتا تو پھر اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے جیسے ایک بیمار کے منہ کا مزہ بدل جاتا ہے۔ اور اسے شیریں چیزیں بھی تلخ معلوم ہوتی ہیں۔ اور وہ ان چیزوں کو جو بدمزہ معلوم ہوتی ہیں چھوڑ دیتا ہے پس جب نماز میں مزہ نہیں آتا تو اسکو چھوڑتا ہے اس لیے کوشش کرو کہ نمازوں میں مزہ آنے لگے۔

جب تک خدا کی نماز نہیں پڑھتا اُسوقت تک مزہ نہیں آ سکتا۔ پس ہمارے سب دوست جو یہاں موجود ہیں وہ اس امر کی کوشش کریں کہ اُن کو نمازوں میں ایک ذوق آنے لگے۔ اور اس کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرو کہ کوئی اور چیز تمھیں اپنی طرف مائل کر کے ذکر اللہ سے نہ روک سکے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ اُس کے انعام اور احسان کو مطالعہ کرو۔ اور آج خدا تعالیٰ پر ایمان اور زندہ ایمان پیدا کرنے اور اُس کے حسن اور احسان کو دکھا دینے کو اُسکا برگزیدہ بندہ مسیح موعود خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اس کے ساتھ ہوں (آمین) آیا ہے مبارک وہ جو اس سے یہ نور حاصل کرتا ہے۔ غرض تم خدا کا ذکر کرو۔ اور نماز میں سنوار سنوار کر پڑھو ان روزوں میں روزہ کی حقیقت پر غور کر کے سچا روزہ رکھو یعنی اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچو اور اس کے اوامر کی تعمیل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو آمین۔

آیات الرحمٰن بقیمۃ ۴؎

خاکسار سراج الحق نعمانی سے لو۔

بقیہ مضمون رسالہ

یک روزی

مصنفہ فاضل امروہی

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۴۳ جلد ۶

پھر اس پر تماشا یہ ہے کہ صیدی کو نکرہ سمجھکر سبب واقع ہونے اسکی صفت کے بلفظ موصول یعنی الذی اسکے معترض معرفہ قرار دیتا ہے شرم شرم۔ اگر آپ مدلل مدہ اور دلیل کا تعریف و تنکیر میں مساوی ہونے کا عدم ثابت کر دیویں تو دس روپے انعام کے آپ کی نذر کیے جاویں گے اور جو آپ سے یہ مسئلہ حل نہ ہو سکے تو اپنے مولانا صاحب یعنی ثناء اللہ امرتسری کو یہ دس روپیہ دلوا دیجئے کیونکہ انھوں نے بھی خطاب مولوی فاضل کا حاصل کر لیا ہے اگرچہ پڑھے لکھے تمام مجہر فاضل کے مصداق ہیں کیونکہ ان ابحاث صرفی یا نحوی فاعل و مفعول کے لیے لینے سے کوئی فضیلت بجز ترقی معکوس کے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اخذکم کی جگہ پر صیدہ کو مناسب اور موزون کہنا بھی سرتاپا غلط ہے۔ کیونکہ چونکہ لفظ صید کا مصرعہ اول میں آچکا ہے پھر اسکا تکرار بلا کسی وجہ لطیفہ کے کیونکر مناسب ہو سکتا ہے علاوہ یہ کہ لفظ صیادہ کا متکلم کے یائی الضمیر کو پورے طور پر ادا ہی نہیں کر سکتا کیونکہ متکلم کا مافی الضمیر تو اسجگہ یہ ہے کہ اسکو ایک شدت کے ساتھ پکڑا جاوے اور ایسی پکڑ کو تمام قرآن مجید میں بلفظ اخذ ہی تعبیر فرمایا گیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم اخذتھم فکیف کان نکیر امثال اس کی قرآن مجید میں اس قدر کثرت سے موجود ہیں کہ ان کا لکھنا یہاں پر شاید موجب آپکی ملالت کا ہو لہذا ترک کیا گیا۔

قول شحناء جب ارض مخاطب ہے تو دوسرے مصرعہ میں لا تبتغوا کی جگہ لا تبتغی اور نضایروا کی جگہ نضایری چاہیے اس صورت میں قافیہ غلط ہو گا۔

قول احسن کیسی جہالت ہے اے مدعی علم السنہ کے کیا قرآن مجید میں بھی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہو غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون میں ضمائر جمع مذکر غائب کی کسطرف راجع ہیں ذرہ تو قرآن مجید میں غور و تدبر کیجیے تا کہ لا تبتغوا بھی آپکی سمجھ میں آجاوے اور اسجگہ پر معترض کی لیاقت علمی علم عروض و قوافی عرب کی نسبت بھی ناظرین کو معلوم ہو گئی ہوگی آنحضرت برین ریش و فش یہ دعوی ہمہ دانی السنہ مشرقیہ کا معترض اتنا بھی نہیں جانتا کہ عرب اپنے قصائد اور اشعار میں مرفوع منصوب اور مجرور کو متحالف یعنی مرفوع کو مجرور اور مجرور کو مرفوع وغیرہ پڑھتے ہیں شرح جامی ہی میں دیکھو لکھا ہے۔ ؎

سلام علی خیر الانام و سید
حبیب اله العلمین محمد
بشیر نذیر ھاشمی مکرم
عطوف رؤف من یسمی باحمد

اور کتاب سیبویہ میں ایک باب ہی قائم کیا ہے جس میں ضرورۃ شعری کے لیے تغیر اعراب کو بھی مفصلاً لکھا ہے۔ فانہ لو قال باحمد بالفتح لا یخل بالوزن ولکنہ یخل بالقافیۃ لان حرف الروی فی سائر الابیات الدال المکسورۃ ہم نے رسالہ صیانۃ الاناس عن وسواس الخناس من کثرہ ہی اسیے اشعار لکھے ہیں جنمیں مرفوع منصوب مجرور کو متخالف پڑھا گیا ہے فلیرجع الیہ۔ اور شعر مذکور میں تو جمع مذکر کا صیغہ ہے یعنی نضایروا اسمیں جو صیغہ واحد مؤنث حاضر کا ہے افسوس معترض کو تمیز صیغہائے میزان منشعب کی بھی نہیں ہے

قول شحناء دوسرے مصرعہ کے یہ معنی ہوئے کہ ایسے شخص کا ارادہ کرتے تھے جو بھیڑیے کیطرح بھونکے اور فریب کرے کسی شخص کا کسی شخص کو ارادہ کرنا نئی ترکیب ہے اگر یہ مطلب ہے کہ ایسے شخص کی جستجو کا ارادہ کرتے تھے جو بھیڑیے کیطرح غل مچائے تو یہ کہیے ؎

ویدعون من یعوی کذئب ویختر

یعنی ایسے شخص کو بلاتے تھے۔

قول احسن اے ناظرین یہ کیسا جہل اور تحکم ہے جو معانی لطیفہ یریدون سے حاصل ہوتے ہیں وہ یدعون میں ہرگز ہرگز پیدا ہی نہیں ہو سکتے کتب لغت میں لکھا ہے الارادۃ قوۃ مرکبۃ من شھوۃ وحاجۃ و امل اور نیز لکھا ہے اراد زید فلانا علی الامر حملہ علیہ پس جبکہ ارادہ کی مد کی خواہش اور شہوۃ اور امل بسبب عناد اور تعصب کے بھی تھی کہ کوئی ثناء اللہ جیسا شخص ہمکو ملے جو مثل بھیڑیے کے چیخنے والا اور فریب دینے والا ہو جو اہل حق پر معاندانہ حملہ کرے تا کہ امر حق کا ظہور نہ ہونے پاوے تو ان معنی کے اظہار کے لیے جو مافی الضمیر متکلم کے ہیں متکلم بلیغ بجائے یریدون کے جس میں معانی متعددہ کی طرف حسب مافی الضمیر متکلم کے اشارہ پایا جاتا ہے یدعون کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس صورت میں بسبب عدم ادائے مراد کے کلام مرتبہ بلاغت اور فصاحت سے گر جاویگا اے مدعی علم السنہ کیا اب بھی آپ کی وہی شوکت قائم رہی جو آپ کی خاطر میں مرکوز ہے یا حسب الہام انی مھین من اراد اھانتک کے الشوکۃ فرخنجیۃ مولۃ الخ کیطرف منقلب ہو گئی پھر آپ فرماتے ہیں کہ مخاطب تو ارض تھی یہاں دوسرے لوگ کہاں سے کود پڑے ؎

برین فہم و دانش بباید گریست

سورہ روم وغیرہ میں جہاں سے دوسرے لوگ کود پڑے ہیں وہیں سے یہاں پر بھی کود پڑے ہیں۔ اے شوکت صاحب اگر آپ اب بھی ان مغالطات اور اغلوطات سے رجوع فرماویگے تو وعدہ رب العالمین عسی ربکم ان یرحمکم موجود ہے ورنہ پھر وان عدتم عدنا بھی فرمایا گیا ہے۔

ثانیاً اسجگہ پر میں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر جو سائیں مہر شاہ صاحب گولڑوی نے حملہ کر کے اپنے علم کی پردہ دری کی ہے وہ ایک اغلاط بھی

پیش کردوں تاکہ ان دو تین شاہدوں سے ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ جو دعوی ہمنے اول میں ان سطور کے کیا ہے وہ مبنی محض صدق اور راستی پر ہے سیف چشتیائی میں صفحہ ۵ سطر اول حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ کلمہ کل بوجہ مضاف ہونیکے معرفہ کیطرف مجموع اجزا کا افادہ دیتا ہے جو یہاں پر مقصود نہیں تھی۔

اقول یہ کیسی جہالت ہے کتب فن ادب سے ہمارا ہم لفظ کل کے استعمال کا جو قاعدہ کتب معتبرہ فن میں لکھا ہے یہاں پر لکھے دیتے ہیں وہ یہی ہے لفظ کل جبکہ نکرہ یا معرف مجموع پر داخل ہووے تب تو استغراق افراد کو مفید ہوتا ہے مثال اول کل نفس ذائقة الموت مثال ثانی و کلهم اتیه یوم القیمة فردا اور جبکہ مفرد معرفت پر آتا ہے تو استغراق اجزا مراد ہوتا ہے جیسا کہ کل زید حسن یا کل الرمان اکلت ہاں بعض مقاموں میں صرف تکثیر اور مبالغہ کے لیے بھی آجاتا ہے جیسا قال الله تعالی ریح فیها عذاب الیم تدمر کل شیء بامر ربها فاصبحوا لا یری الا مساکنهم اس آیت میں لفظ کل شئے صرف واسطے تکثیر اور مبالغہ کے آیا ہے کیونکہ یہاں نہ استغراق افراد مراد ہو سکتا ہے اور نہ استغراق اجزا ورنہ اس کے بعد فاصبحوا لا یری الا مساکنهم فرمانا صحیح نہ ہوگا۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ سائیں صاحب تو کیا اپنے قاعدہ کو صحیح ثابت کر سکیں گے چونکہ آپ کو مجددیت السنہ مشرقیہ کا دعوی بھی ہے اگر آپ اس قاعدہ موضوعہ سائیں صاحب کو فن ادب سے ثابت کر دیویں تو میں دس روپے دینے کو طیار ہوں جہاں آپ اپنا اطمینان کرنا چاہیں جمع کر دیے جاویں۔

ایضاً سائیں صاحب صفحہ سیف چشتیائی میں لکھتے ہیں کہ لفظ ایمان کا تکرار دو دفعہ مستکرہ ہے۔ **اقول** اے ناظرین اصل عبارۃ اعجاز المسیح کی یہ ہے فلا ایمان له او یضیع ایمانه اس اعتراض سے معترض نے اپنے ایمان ہی کو ضائع کر دیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسقدر تکرار موجود ہے کہ اسکو اسجگہ پر ہم شمار نہیں کر سکتے پس یہ اعتراض قرآن مجید کی بلاغت اور فصاحت پر واقع ہوتا ہے دیکھو آیۃ بسم الله الرحمن الرحیم کا تکرار قرآن مجید میں کسقدر ہوا ہے اور پھر دیکھو متعدد مقاموں میں تکرار کلمات کا ایک ایک آیۃ میں موجود ہے قل هو الله احد الله الصمد۔ بالحق انزلناه و بالحق نزل۔ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء۔ الحاقة ما الحاقة وما ادرىك ما الحاقة۔ القارعة ما القارعة وما ادرىك ما القارعة۔ انا انزلناه فی لیلة القدر وما ادرىك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من الف شهر۔ پھر دیکھو سورہ رحمن میں آیۃ فبای آلاء ربکما تکذبن کتنی مرتبہ مکرر لائی گئی ہے اور سورہ مرسلات میں آیۃ ویل یومئذ للمکذبین چند مرتبہ مکرر کی گئی ہے اسکا جواب سائیں صاحب تو کیا دیویں گے مگر آپکی خدمت میں [illegible] آپ کے دعوی مجددیت السنہ مشرقیہ کے مطابق جواب سائیں صاحب کیطرف سے کیا جاتا ہے اگر آپ اس تکرار کو منہاج قرآنی کے بموجب مستکرہ ثابت کر دیویں تو اس کے بالعوض بھی دس روپے انعام پیش کیے جاویں گے۔ آنحضرت کی تحریرات حضرت اقدس کے مقابلہ پر لکھے ہیں یہ بھی مرکوز خاطر رہے کہ ان کا اعجاز بچند وجوہ ہے وجہ اول تو یہ ہے کہ کوئی کتاب معدود پیشین گوئیوں سے خالی نہیں ہے مثلاً اعجاز المسیح میں ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے کہ من قام للجواب و تنمر فسوف یری انه تندم و تذمر اسی قسم کی بہت پیشین گوئیاں اعجاز المسیح میں مندرج ہیں یہ پیشین گوئی کس زور شور سے پوری ہوئی ہے دیکھو محمد حسن بھیں منتوئی کو جس کے اردو زبان کے نوٹ سائیں صاحب نے سرقہ کیے ہیں جب اس نے جواب کے لیے کچھ نوٹ لکھے تو نامرادی اور ناکامی کے ساتھ فوت ہوگیا۔ اور پھر جب سائیں صاحب نے اسکے نوٹوں کو اپنی کتاب سیف چشتیائی میں درج کیا تب منجانب الله تعالی چند طرح سے انکے علم کی پردہ دری دنیا میں شائع ہوگئی ایک رسوائی تو بحیثیت علم کے یہ ہوئی کہ یہ تدلیس ان کی طشت از بام افتادہ ہوگئی جو مصداق مثل مشہور کے ہے کہ طبل سائیں از زیر گلیمش بر آمد اور دوسری یہ ذلت علما کے لیے کیا تھوڑی ہے کہ محمد حسن منتوئی نے جو نوٹ لکھے تھے وہ سب کے سب خود اسکے اغلاط تھے اگر وہ زندہ رہتا تو نہیں معلوم وہ کیا کیا تغییر و تبدیل کرتا یا کیا کیا محو و اثبات کرتا یا بالکل شائع ہی نہ کرتا مگر سائیں صاحب نے اس کے تمام رطب و یابس کو حاطب اللیل کی طرح جمع کر کے جھٹ پٹ شائع کر دیا۔

وجہ دوم اعجاز کی یہ ہے کہ مخالف و موافق خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی مدرسہ یا کالج عربی میں علم ادب کی تعلیم نہیں پائی اور کتب علوم ادبیہ و فنون آلیہ میں سے کوئی کتاب کسی کالج یا مدرسہ عربی میں نہیں پڑھی ہے اور زبان عربی انکی مادری زبان بھی نہیں ہے صرف واسطے حصول ملکہ راسخہ زبان عربی کے دعائیں بہت کی ہیں وہ دعائیں ہی مستجاب ہوئی ہیں پس یہ ملکہ راسخہ زبان عربی میں جو ان کو حاصل ہوا محض دعا کا نتیجہ ہے جو بلا توسط اسباب کے منجانب الله تعالی ہے اور یہی معنے اعجاز کے ہیں کیونکہ معجزہ فعل الہی ہوتا ہے پس اگر حضرت اقدس مامور من الله نہ ہوتے تو یہ دعائیں باوجود ایسے دعاوی کے جو مخالفین کے نزدیک کاذبانہ ہیں کبھی قبول ہو سکتی نہیں بلکہ در صورت عدم صدق کے مادری زبان میں بھی تحریر کرنا بھلا دیا جاتا ان الله لا یهدی من هو مسرف کذاب بلکہ قطع وتین واقع ہو جاتا کما قال الله تعالی و لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا

منہ الوتین۔

وجہ ثالث وجود اعجاز سے قادر ہونا مخالفین کا ہے مقابلہ کرنے کتب تحدیانہ حضرۃ اقدس سے اُس میعاد میں جس میں خود حضرۃ اقدس نے کتب عربیہ نظم و نثر پیرایہ معارف و حقائق قرآنی و مملو از لطائف و دقائق فرقانی تحریر فرما کر دنیا میں شائع فرمادی ہیں اور یہ وجہ اعجاز کی ایسی ہے کہ عوام پر بھی ایک حجت بینہ ہے کیونکہ عوام چونکہ اعجاز فصاحت و بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے لہذا یہ میعاد عطیہ حضرۃ اقدس اُن پر بھی ایک بڑی حجت ہے کیونکہ اگر حضرۃ اقدس نے در صورۃ عدم صدق دعویٰ کے صرف اپنی محنت اور کوشش سے بغیر استجابت دعا کے یہ کتب تصنیف فرما کر دنیا میں تصدیق دعوے کے لیے شائع کی ہیں تو وہ کونسا امر مانع ہے کہ مخالفین بھی باوجود دعوی علم لسان عربی کے ویسی ہی کتابیں مقابلہ میں اسی المیعاد نہیں لکھ سکتے پس اس سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ تائید محض الٰہی ہی ہے جو تصدیق دعویٰ کے لیے منجانب اللہ واقع ہوتی ہے اور یہی حقیقت اعجاز کی ہے کہ مدعی ماموریت کے دعویٰ کے بموجب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایسی تائید واقع ہو کہ مخالفین اُس پر قادر نہ ہو سکیں یا اللہ کیطرف سے مخالفین کی ہمت کو ہی اُس کے مقابلہ سے صرف کر دیا جاوے اور یہ تائید دعویٰ ماموریت مدعی کی درصورت صدق دعویٰ ماموریت کے ہی واقع ہوتی ہے نہ درصورۃ کاذب ہونے دعویٰ کے ورنہ پھر کارخانہ نبوت باطل ہو جاوے گا اور صادق کاذب کی شناخت کے لیے کوئی معیار باقی نہ رہیگا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ الآیہ

پھر دیکھو معجزات سویدہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خذلان مسلیمہ کذاب وغیرہ کو جو کتب سیر معتبرہ میں مندرج ہیں اور کتب کلامیہ میں اس مسئلہ کی تفصیل و تشریح بخوبی موجود ہے

فلیرجع الیہا۔

پس یہ وجہ اعجاز کی اُن عوام کے لیے جو فصاحت اور بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے ایک حجت بینہ ہے حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے پر۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میعاد سے زائد میں کوئی مخالف مقابلہ کر سکے گا کیونکہ دوسری وجوہ اعجاز کی اُس مقابلہ کو مانع ہو رہے ہیں یعنی اعجاز فصاحت و بلاغت جو منجانب اللہ ہے مخالف کہاں سے لاوے گا اور پیشین گوئیاں جو فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیہ کے مصداق ہیں وہ اُس کے کلام میں کہاں سے آویں گے۔ اور نیز معارف و لطائف قرآنی جو لا تنقضی عجائبہ کے مصداق ہیں وہ اُسکو کیونکر حاصل ہو سکیں گے کہ فلا یمسہ الا المطہرون وارد ہے

تمت

دوسرا رسالہ

یکروزی

حضرۃ فاضل امروہی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

وہی ضمیمہ ضمیمہ شحنا اور الشوکۃ الیہودیۃ

اور

وہی القول الاحسن لتائید السلسلۃ الاحمدیہ

قول شحنا مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ قصیدہ ۲۰ روز کے اندر معجزہ ہے اور اُس کے بعد معجزہ نہیں الخ

قول احسن کیسی جہالت ہے کہ اردو عبارت کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا۔ ناظرین سے التماس طلب ہے کہ یہ مفہوم شحنا کا کس عبارت یا فقرہ سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ بیس روز کے بعد اعجاز احمدی اعجاز نہ رہے گا بلکہ ایسے کج فہموں کے لیے جا بجا بصراحت مذکور کیا گیا ہے کہ اعجاز کلام کا ایسا اعجاز ہے کہ ابد الآباد تک باقی رہتا ہے۔ اور بیس روز کی جو مہلت مخالفین کو دیگئی ہے اُس کی وجہ موجبہ یہ ہے کہ وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ اعجاز عوام کے لیے یہ میعاد بھی ہے۔ کیونکہ عوام اعجاز فصاحت عبارات اور بلاغت کلام کو کب سمجھتے ہیں اور چونکہ تبلیغ و دعوۃ حضرت مسیح موعود کی جملہ عوام و خواص کے لیے ہے لہذا عوام پر بھی حجت قائم کرنا ضروری ہے اور وہ بجز اس میعاد کے بسبب عدم فہم کے وجہ اعجاز بلاغت کلام کی حجت نہیں ہو سکتی یعنی ایک ایسی میعاد مقرر کی جاوے جو طاقت انسانی سے اُس میعاد میں مقابلہ ہو سکے مگر جب کہ بین المیعاد مقابلہ نہ ہو سکا تو اعجاز ثابت ہو گیا مثلاً حضرۃ اقدس نے ایک کتاب پانچ روز میں نظم و نثر ہم عربی و ہم اردو متضمن معارف قرآنی و لطائف فرقانی یعنی اعجاز احمدی دنیا میں اپنے دعوی کی تصدیق کے لیے تحدیانہ شائع کی اور بیس بائیس روز کی مہلت میں مخالفین سے مطالبہ جواب کیا گیا پس اگر یہ تائید الٰہی تصدیق دعوے ماموریت کے لیے منجانب اللہ نہ ہوتی تو مخالفین بیس روز میں تو اُسکا مقابلہ کر سکتے پس جبکہ مخالفین سے اُسکا مقابلہ اس قدر مہلت دینے میں بھی نہ ہو سکا تو ثابت ہوا کہ دعوی ماموریت منجانب اللہ کی تصدیق کے لیے یہ ایک فعل الٰہی تھا جسکو دوسرے لفظوں میں معجزہ کہتے ہیں اس میعاد دہی کے یہ معنے کیونکر ہو سکتے ہیں کہ بعد بیس روز کے وہ اعجاز قائم نہ رہے گا بلکہ یہ اعجاز تو قیامت تک باقی رہے گا یعنی کسی مخالف سے اس میعاد عطیہ میں مقابلہ نہ ہو سکے گا لہذا علاوہ اعجاز فصاحت اور بلاغت کے وجوہ اعجاز میں سے عوام کیلیے

ایک وجہ اعجاز کی یہ میعاد بھی ہے جیسا کہ خواص کے لیئے فصاحت اور بلاغت بھی ایک وجہ اعجاز کی ہے اور پھر اُس کتاب میں مندرج ہونا پیشین گوئیوں کا جنکا وقوع مشاہدہ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے یہ بھی ایک وجہ اعجاز کی ہے غرضکہ وجوہ اعجاز متعدد ہیں آگے رہا یہ امر کہ مخالفین بیس یا بائیس روز کی میعاد سے زائد میں یعنی برس دو برس میں اُس کا مقابلہ کر سکیں گے تو پھر وہ معجزہ نہ رہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ دیگر وجوہ اعجاز (یعنی اعجاز فصاحت و بلاغت و اعجاز اندراج پیشین گوئیہا و اندراج معارف قرآنی وغیرہ وغیرہ) مانع اس کے مقابلے سے ہیں ہم یہاں پر تھاری مسلمہ نظیر ہی پیش کرتے ہیں یعنی اعجاز المسیح جسکو شائع ہوئے دو برس ہو گئے آج تک کسی سے اُسکا جواب و مقابلہ نہ ہو سکا چنانچہ تم نے خود صفحہ ۳۶۲ سطر ۱۴ میں بالفاظ ذیل اقرار کیا ہے (کہ اُس کے (یعنی اعجاز المسیح کے جواب کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوا اور اید حسرکا پلہ جیتا رہا انتہی) مگر معترض کو معجزہ کی تعریف درحقیقۃ نہیں معلوم ہے باوجود اس اقرار کے پھر انکار کرتا ہے تعریف معجزہ کی یہی ہے کہ مدعی ماموریت کے مقابلہ میں مخالفین اُس کے امر خارق پیش کردہ کے مقابلہ پر یا تو قادر ہی نہ ہو سکیں یا اللہ تعالےٰ اُس کے مقابلہ پر اُسکی ہمت کو ہی صرف کر دیوے سابق ضمیمہ ذمیمہ کے رد میں ہم نے اس وجہ ثالث اعجاز کو مفصلاً مع براہین تحریر کر دیا ہے **فلیرجع الیہ** باقی اس اعتراض بیجا کے تحت میں جو اور خرافات ہے اُن سے ہم اعراض کرتے ہیں **والذین ھم عن اللغو معرضون** مومنوں کی ہی شان ہے۔

قول **شحنا** ص ۳۶۱ سطر ۹ - اور اگر قرآن پر مرزا جیکا ایمان ہے تو آیت **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ** کے موافق اردو زبان میں اعجاز دکھائیں اور اسی میں تحدی کریں الخ

قول احسن کیوں حضرۃ شحنا صاحب یہاں پر تو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ماسوائے عرب سے بھی اس آیت سے تمسک کر کر انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ملک عرب کا ہی رسول گردانا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپ کی قوم کی زبان عربی ہی تھی نہ عجمی آپکے استدلال سے لازم آتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ہی رسول تھے نہ عجم کے **ونعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد الخبیث** - ابتو آپ بسبب عناد حضرۃ مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایمان برسالت **رحمۃ للعالمین** صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہاں اگر اب بھی تائب کے ساتھ ہمارے پاس آکر شاگرد بنکر ہم سے اس آیت کے آپ معنی سمجھیں تو آپ کا ایمان قائم رہ سکتا ہے ورنہ آپ کے ایمان کی اب خیر نہیں ہے - الحضرت اس آیۃ میں صرف مرسلین ماسبق کا ذکر ہے کیونکہ **ارسلنا** صیغہ ماضی کا ہے اور ظاہر ہے کہ جسقدر مرسلین سابق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرے ہیں وہ ایک خاص خاص قوم کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور اُن کی رسالت جزئی تھی نہ کافۃ للناس چنانچہ خود لفظ قوم کا انکی اس تخصیص رسالت پر دلالت کرتا ہے لیکن آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفا اور نواب مثلاً مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اس آیت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اُن کے حق میں تو آیۃ **وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** نازل ہو چکی ہے ایضاً قال اللہ تعالےٰ **وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون**۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لیکر آج تک متعدد ذرائع اور سامان تبلیغ دین اسلام کے اسقدر پیدا ہو گئی ہیں کہ کل دنیا بمنزلہ ایک شہر کے ہو گئی ہے اور علاوہ ان جملہ ذرائع کے تراجم السنہ مختلفہ کے ذرائع ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ مرسلین سابقین کے کسی وقت میں نہیں ہوئے تھے۔ پھر دیکھو اس الہام کو جو براہین احمدیہ میں ۲۴ سال سے مندرج ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا

افسوس کہ آپ کے حصہ میں آیۃ مذکور کا آخری حصہ یعنی **ولکن اکثر الناس لا یعلمون** ہی آیا ہے - یہاں پر مجدد السنہ مشرقیہ نے ایک اور تماشا دکھلایا ہے اور مثل مشہور دروغگو را حافظہ نباشد کے آپ مصداق ہو گئے ہیں اور وہ یہ کہ یہاں تو آپ لکھتے ہیں کہ یہ تحدی ہندوستان کے لیے نہیں ہے بلکہ عرب کے لیے ہے ہندوستان کی مادری زبان تو اردو ہے انتہیٰ اور ضمیمہ ذمیمہ سابقہ ص ۲۵ سطر ۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پھر مرزا صاحب نے اپنے قصیدہ میں صرف ہندوستان کے علما و فضلا سے تحدی کی ہے نہ کہ شعرا و علماء عرب سے الخ جب کہ اسقدر تناقض اور تعارض آپ کے اردو کلام میں موجود ہے تو پھر دعوے مجددیت السنہ مشرقیہ کی اب بھی پردہ دری ہوئی یا نہیں بلکہ نوجر ۱۹ - الحضرت پھر یہ اعتراض کرتے ہوئے ذرہ تو عقل انسانی کو کام میں لائے ہوتے اور سمجھا ہوتا کہ حضرۃ اقدس نے تو اعجاز احمدی کے حصہ اول اردو کے ساتھ بھی تحدی کی ہے اور کتاب اعجاز المسیح کا ترجمہ بین السطور فارسی میں موجود ہے اور مکمل کتاب کے ساتھ بھی تحدی کی گئی ہے اندریں صورت تینوں زبانوں یعنی عربی فارسی اردو میں بھی تحدی واقع ہو گئی اور آپ کے فہم کے بموجب بھی ہندوستان کے علما و فضلا

ضروری اطلاع

ایڈیٹر الحکم آجکل بعض اہم ضروری معاملات میں انہیں مصروف ہے

حجت پوری ہو گئی اب فرمایئے کہ جاہل اور علوم و فنون سے نابلد بلکہ اردو زبان سے بھی بے خبر اب بھی آپ ہوئے یا نہیں باقی آپ کی لغویات کا جواب ہم نہیں دے سکتے ہیں ہاں اعجازی قصیدہ کے اشعار پر جو آپ نے اپنی لیاقت علمی کی پردہ دری کی ہے اُسکو پیش کش ناظرین کرتے ہیں۔

قول شحنا یعنی اگر تجھے شک ہے تو موضع مُد کے گنواروں سے پوچھ لے درحقیقت دہقانوں کی خبر اور شہادت بہت معتبر ہوگی تجھ سے جیسی روح ویسے فرشتے۔ **و الحقیقۃ اظہر** ہر طرح سے مہمل ہے اگر اظہر صیغہ افعل التفضیل ہے تو مبتدا اور خبر کا تذکیر و تانیث میں مطابق ہونا چاہیئے حالانکہ حقیقت مؤنث اور اظہر مذکر ہے اور اگر اظہر باب افعال سے متکلم کا صیغہ ہے تو مصرعہ اولے میں شک کا ہونا اور سوال کرنا یے معنے ہے آپ نے غالباً معنے اول مراد لیے ہیں جو قاعدہ نحو کے خلاف ہیں پس اظہر کی جگہ تظہر بصیغہ مجہول چاہیئے یعنی حقیقت خود ظاہر ہو جاتی ہے۔

قول احسن ؎ مرد جاہل در سخن باشد دلیر + زانکہ آگہ نیست از بالا و زیر

معترض نے معنی دہقان کے جنگلی جاہل یا گنوار وحشی کے سمجھ لیے ہیں مجدد السنۃ مشرقیہ جو ہوئے۔ ایحضرت **دھاقین** جمع دہقان کی ہے اور معنے دہقان کے کتب لغات میں لکھے ہیں **الدھقان بالکسر والضم القوی علی التصرف مع حدۃ والتاجر و زعیم فلاحی العجم و رئیس الاقلیم** پس معنی دہقان کے حسب کتب لغات عرب وہ لوگ ہوئے جو رئیس قریہ اور دانشمند اور سمجھ والے ہیں چنانچہ چند صاحب اس قریہ میں ایسے بھی ہیں۔ اور آپ کا ارادہ جو **و الحقیقۃ اظہر** ہے اُس سے کل حقیقت آپ کی مجددیت السنۃ مشرقیہ کی ہر ایک منصف پر اظہر من الشمس ہو گئی

مگر ہر جگہ ہم کتب نحو کی عبارات لکھکر آپ کو تعلیم نہیں کر سکتے آپ کسی مدرسہ میں تعلیم پایئے مگر بڈھے طوطہ کو کون پڑھاوے گا اور اگر پڑھایا بھی تو کیا حاصل ؎

آسیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور شئے
لاکھ طوطہ کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

لیکن یہاں پر قرآن مجید سے چند شواہد جو افعل التفضیل کے تذکیر و تانیث کے بارہ میں ہم پیش کیے دیتے ہیں مگر افسوس کہ آپ نے جیفہ دنیا کو آخرت پر ایسا اختیار کر لیا ہے کہ امر حق کا قبول کرنا آپ کو سخت مشکل اور دشوار ہوگا **بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر و ابقی** کیوں حضرت یہاں پر الاخرۃ تو مؤنث ہے اور ابقیٰ صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا نہیں ایضاً **قال اللہ تعالےٰ وجادلھم بالتی ھی احسن** اے ناظرین اس آیت میں التی اور ھی مونث ہے اور احسن افعل التفضیل مذکر ہے یا نہیں اب بھی آپ قول احسن کو تسلیم کریں گے یا نہیں خیر اب بھی سمجھ جاؤ کہ موت در پیش ہے اور قیامت میں وعدہ جزا سزا کا پورا ہونیوالا ہے قال **اللہ تعالےٰ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی و امر** کیوں حضرت یہاں پر بھی لفظ ساعۃ مؤنث ہے اور ادھی و امر صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا نہیں مگر آپ نے تو اپنے گروہ گمراہ کی رعایت کرنی اپنے اوپر فرض و واجب کر لی ہے آپ حق کو کب قبول کر سکتے ہیں **تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ** کیوں حضرت یہاں پر لفظ اُمت اور ضمیر ھی مؤنث ہے اور لفظ اربیٰ صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا نہیں غرضیکہ کہانتک میں شواہد کلام اعجازی حضرت اقدس کے پیش کروں اگر تقویٰ اور ایمان ہے تو یہ آیات بینہ بھی کافی ہیں ورنہ **سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون** بھی قرآن مجید میں آپ جیسے لوگوں کے لیے موجود ہے۔

قول شحنا ص ۳۶۳ سطر ۲ معلوم نہیں ترجمہ کس ذات شریف نے کیا ہے۔ **احضروا** صیغہ امر کا ترجمہ (حاضر ہو گئے) نہیں ہے بلکہ حاضر ہو ہے پھر کیا تاں اور جبر ہے اور خلق اور جبر۔ دونوں میں سے ایک حشو ہے۔ یوں کہیے ؎ **و نودی بین الناس فی الجمع احضروا**۔ یعنی لوگوں میں منادی کی گئی کہ مجمع کی جماعت میں حاضر ہو۔ اور اگر احضروا صیغہ ماضی مجہول ہے تو علاوہ اس کے کہ روی غلط ہو گی جب تک حسب قاعدہ تاویل مصدر میں نہ ہو جاوے نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ نہیں بن سکتا۔ پس یوں چاہیئے ؎ **و نودی بین الساکین ان احضروا** اس صورت میں امر معروف کے معنے بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔

قول احسن چونکہ شحنا صاحب مدعی شاعریت کو بھی ہیں لہٰذا بموجب خود اپنے فتوی کے پورے مصداق ہیں آیت **الم تر انھم فی کل واد یھیمون** کے کبھی ماضی مجہول کے صیغہ کو صیغہ امر کا قرار دے رہے ہیں کبھی فرماتے ہیں کہ یہ مصرعہ یعنی **و نودی بین الناس و الخلق احضروا** اسطرح ہونا چاہیئے **و نودی بین الناس فی الجمع احضروا** کبھی کہتے ہیں یوں بھی نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیئے **و نودی بین الساکنین ان احضروا** افسوس کہ مطلب اور مراد متکلم بلیغ سے بعد المشرقین اختیار کر کے سرگشتہ اور حیران ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں ایحضرت آپ کی الفاظ ناقصہ مراد متکلم بلیغ کو ہرگز ادا نہیں کر سکتے کیونکہ مافی الضمیر متکلم بلیغ کا یہ نہیں ہے جو آپ نے اپنی جہالت سے سمجھا ہوا ہے یعنی یہ کہ مُد کے ساکنین کو کسی طرف سے حکم حاضر ہونے کا صادر ہوا تھا بلکہ مطلب اور مراد صرف یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں میں اس مناظرہ کی شہرت ہو گئی اور پھر وہاں کی خلقت مقام مناظرہ میں حاضر ہو گئی اور یہ مطلب انھیں الفاظ منظومہ سے حاصل ہوتا ہے جو مصرعہ محررہ میں بانتد منظمیہ

کے منسلک کیے گئے ہیں یعنی ونودی
بین الناس والخلق احضروا
اور اسپر مزید یہ ہے کہ شحنا صاحب لفظ
الخلق کو ناس پر معطوف سمجھ رہے
ہیں اور اس سمجھ پر یہ امر متفرع کرتے
ہیں کہ لفظ الخلق کا حشو ہے۔ آنجناب
لفظ الخلق حشو نہیں ہے بلکہ مبتدا
ہے اور احضروا بصیغہ ماضی مجہول اسکی
خبر واقع ہوئی ہے۔ پھر لفظ نودی کو
غلط قرار دیکر احضروا کو نودی
ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ سمجھ لیا
ہے ؎

برین عقل و دانش بباید گریست

اے حضرت یہاں پر نودی فعل کی اسناد
ظرف کیطرف واقع ہوئی ہے جو بین
الناس ہے کیونکہ فعل کی اسناد ظرف
کیطرف بھی مجازاً واقع ہو جاتی ہے جیسا
قال اللہ تعالےٰ لقد تقطع بینکم
وضل عنکم ما کنتم تزعمون
ایضاً قال تعالےٰ ولما سقط فی
ایدیھم فی ایۃ یہاں مفسرین نے لکھا ہے
علے ھذا القیاس یہاں پر بھی علی منہاج
بلاغت و فصاحت قرآن مجید کے نودی
فعل مجہول بین الناس کیطرف مسند
کیا گیا ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے و
نودی کون ھذہ المناظرۃ بین
الناس مطلب یہ ہوا کہ اس مناظرہ کے
واقع ہونے کی شہرت وہاں کے لوگوں میں
ہوگئی اور اس شہرت پر خلقت وہاں کی
حاضر ہوگئی۔ اور نودی کا غلط کہنا
آپکے دعوی مجددیت السنۃ مشرقیہ کا
مقتضا ہے اگر آپ نے کتاب سیبویہ
کا باب ما یحتمل الشعر بھی مطالعہ کیا
ہوتا تو اس نکتہ چینی سے آپکو بڑی شرم
آتی اُس کے حواشی پر بھی لکھا ہوا ہے
وضرورۃ الشعر علی سبعۃ
اوجہ وھی الزیادۃ والنقصان
والحذف والتقدیم والتاخیر
والابدال وتغییر وجہ من
الاعراب الی وجہ اخر علی طریق
التشبیہ وتانیث المذکر
وتذکیر المؤنث الخ

اور اختلاف حرکات نودی کا تو اشعار
عربیہ میں کوئی عیب ہی نہیں شمار کیا
جاتا بلکہ فارسی اشعار میں بھی اکا بر شعرا کی کلام
میں واقع ہے ؎

عاشق منم جفا اگر بود
عاشق مستمع او کافر بود

اسمقام پر چونکہ ہمکو شعراء عرب کی ہدایت منظور
ہے لہذا فارسی اشعار کو جو کتابت میں
موجود تھے آپ سے ہمنے تہایت کے لیے ترک
کر دیا۔

قول شحنا ۔۔۔ پر طعن کیا ہے
قول احسن ابھی حضرت آپکو شرم جانی
آپنے نحو میں پڑھی ہی نہیں تو ہدایت النحو
آپ ہم سے پڑھا کر دعوی تجدید سنت
السنۃ مشرقیہ کا کیا ہوتا کیونکہ جب آپ کو
فعل کی تذکیر و تانیث کا مسئلہ بھی نہیں
معلوم تو آپ کا یہ دعوی کون قبول کریگا
بہر حال اب بھی تادب کے ساتھ ہمارے
شاگرد بنجائیے مگر اول ہدایت النحو پڑھ
لیجیے اور خوب یاد کر لیجیے وان کان
الفاعل مونثا حقیقیا وھو ما
باازائہ ذکر من الحیوان انث الفعل
ابدا الی قولہ وان فصلت فلک
الخیار فی التذکیر والتانیث
الی قولہ وکذلک فی المونث
الغیر الحقیقی نحو طلعت الشمس
وان شئت قلت طلع الشمس
اگر اب بھی آپ نہ سمجھیں اور کہیں کہ یہ تو
بیان فاعل کا ہے نہ مفعول مالم یسم فاعلہ
کا اور سکینۃ مفعول مالم یسم فاعلہ
ہی انزل فعل مجہول کا تو گذارش یہ ہے
کہ میں بڈھے طوطے کو کہاں تک پڑھاؤں۔
اے حضرت مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم
بھی بعینہ وہی ہے جو فاعل کا حکم ہے
پڑھو ہدایت النحو کی یہ عبارت و
حکمہ فی توحید فعلہ وتثنیتہ
وجمعہ وتذکیرہ وتانیثہ علی
قیاس ما عرفت فی الفاعل اب
یہ تو فرمائیے کہ لفظ سکینہ کیا آپکے
نزدیک مونث حقیقی ہے اگر ایسا کہو تو
تمہیں بھی بڑی دقت آپکو یہ واقع ہوگی
کہ اس صورت میں بھی چونکہ فصل

موجود ہے تذکیر و تانیث ہمیں دونوں
جائز ہیں اور اگر لفظ سکینہ آپکے
نزدیک مونث غیر حقیقی ہے تو ایسی
فاحش غلطی جو یہاں آپ نے کہائی ہے
اُسکا ہم کیا علاج کر سکتے ہیں بجز اس کے
کہ چند فحول علما جماعت احمدیہ کے اس
کڑکڑاتے جاڑے میں آپکو بثرات دیکر
ٹھنڈا کر دیویں تا کہ آپ کے دعوے
مجددیت السنۃ مشرقیہ کا دفتر ہی گاؤ
خورد ہو جاوے۔

قول شحنا صفحہ ایضاً ذرہ
مصرعہ ثانیہ کی تقطیع تو کیجیے عزیب کی
دُم گری جاتی ہے لاحول ولا قوۃ کتنی
لغویت ہے یہ دس ہزار روپیہ کا انعامی
قصیدہ ہے ۔ ہم محاورات کی اصلاح کریں
یا تقطیع کی چولیں ٹھیک بٹھائیں

قول احسن ہاں حضرت پہلے آپ اپنی
دم کی خیر منائیے آپ کے دعوے مجددیت
السنۃ مشرقیہ کی دم جڑ سے اکھڑ کر گر گئی
لہذا آپ کا دعوی بالکل لنڈورا ہوگیا
ذرہ بحر طویل کی بحث کتب عروض میں
ملاحظہ تو فرمالیجیے اور جو زحافات
شتر وغیرہ کے اُس میں واقع ہوتے ہیں
انکو ہم سے پڑھ لیجیے تا کہ اس دم گری
ہوئی میں مدد پاندہ کر اور ٹانکے دیکر دیکھ لیا
دیویں۔ اب تو اے حضرت خبردار ہو جائیے
اور جب تک آپ کے اس دعوی کی
دم درست نہ ہو جاوے تب تک اس
میدان رجال فحول احمدیہ میں آپ
رونق افروز نہ ہوویں ہاں آپ فعل
ممنانا لصبر ور ہیں اپنے مولانا فاضل سے
جنکو ابحاث اور مسائل صرفیہ نحویہ
میں ان کو مشق حاصل ہے اُن سے
تعلیم پالنے کے آپ مجاز ہیں فقط
اور باقی جو آپ نے لغویت ہانکی ہے
اُسکا جواب اور بیہ اخبار کی تفضیلیات
کا جواب ہمنے اسواسطے ترک کیا ہے
کہ جہلا نے اعراض کرنے کا قرآن کریم
میں حکم ہے اور نیز ایسی باتوں کا جواب
بارہا ہو چکا ہے + ۲ دسمبر ۱۹۰۲ء

آپ کا خیر خواہ قدیم محمد احسن امروہی

ایک سائل کا سوال

اور

حضرۃ فاضل امروہی کیطرف سے

جواب

سوال

اگر حضرۃ مرزا صاحب کی کتابیں بلحاظ فصاحت اور بلاغت کے عربی زبان میں حد اعجاز کو پہونچی ہوئی ہیں جن کے ساتھ تحدی کیگئی ہے اور قرآن مجید بھی یہی تحدی فرماتا ہے کما قال اللہ تعالٰے قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا پس اگر ان دونوں تحدیوں میں کچھ فرق نہیں ہے تو مرزا صاحب کا کلام مثل قرآن مجید کے ہوگیا جو لا یاتون بمثلہ میں داخل ہے اور اگر مرزا صاحب کا کلام قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے درجہ سے جو حد اعجاز کو پہونچی ہوئی ہے گرا ہوا ہے تو پھر کلام مرزا صاحب کا اعجاز نہ ہوا وکلا الشقین باطلان۔

الجواب

اس کا جواب خود قرآن مجید میں مذکور ہے قال اللہ تعالٰی قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ کلمات الٰہیہ غیر متناہی ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ کلمات ربی جو غیر متناہی ہیں وہ کیا ہیں کیونکہ قرآن مجید جو ما فی الدفتین ہے وہ تو متناہی ہے لہذا وہ کلمات رب یا تو حقائق اور معارف قرآنیہ ہیں جن کی نسبت لا تنقضی عجائبہ بھی وارد ہے اور یہ حقائق و معارف قرآنیہ سوائے مطہرین و مقربین و ماموریں کے غیر مطہرین کیلیے مرحمت نہیں ہوتے کما قال اللہ تعالٰی لا یمسہ الا المطہرون اور ان مطہرین کیلیے جس قدر مکذبین ہوتے ہیں چونکہ وہ سب کے سب غیر مطہرین ہوتے ہیں جنکی قدرۃ سے یہ معارف قرآنیہ و حقائق فرقانیہ باہر ہوتے ہیں اور وہ ان کے مقابلہ میں عاجز ہو جاتے ہیں بدیں وجہ انمیں رنگ اعجاز پیدا ہو جاتا ہے جنکا مقابلہ مکذبین غیر مطہرین نہیں کر سکتے لا یمسہ الا المطہرون ہاں ہاں ان فیوض میں سے خاتم الخلفا کے لیے کلمات رب باعتبار فصاحت و بلاغت کے بھی رنگ اعجاز میں واسطے تجدید معجزہ بلاغت و فصاحت قرآنی کے منجانب اللہ رنگین کیے گئے ہیں اور تمام امت میں سے یہ حصہ بلاغت و فصاحت ظل قرآنی کا اسی مسیح موعود کے لیے جسکو نبی اللہ اور بروزی اسید اسمی فرمایا گیا ہے اور بروزی طور پر محمد ہے کما الہمہ ربہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مقرر و مقدر ہو چکا تھا کما قال تعالٰی واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم پس اعجاز المسیح و دیگر کتب متحدیانہ حضرۃ اقدس کی باعتبار فصاحت اور بلاغت کے بھی اعجاز ہوئیں اور بلحاظ معارف و حقائق قرآنیہ کے جو منجانب اللہ ہیں اور کلمات ربی ہیں بھی معجزہ ہوگئیں۔ آور نیز مراد کلمات ربی سے وہ الہامات و مکالمات الٰہیہ متضمن پیشین گوئیوں وغیرہا کو ہیں جو مقربین و مطہرین کو واسطے تائید اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے ہمیشہ الہام ہوا کرتے ہیں انکا مقابلہ بھی غیر مطہرین و غیر مرسلین ہرگز نہیں کر سکتے کما قال اللہ تعالٰے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ اس زمانہ آخر میں جو تمام علوم و فنون ارضیہ انتہا درجہ کمال کو پہونچے ہوئے ہیں اس خاتم الخلفا کو تمام امت سے زیادہ تر ان الہامات اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف فرمایا گیا اور ان الہامات و مکالمات کو بصبغ اعجاز مصبغ کیا گیا جو فصاحت اور بلاغت کا انتہا درجہ ہی دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ کو جسکی صدہا الہامات فصیحہ پورے ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں اور آئندہ کو ہوتے رہیں گے والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ بہر دو حال یہ کتب حضرۃ اقدس کی جو متحدیانہ ہیں واسطے اثبات حقیت کتاب اللہ و نبوۃ محمدیہ کے منجملہ انہیں کلمات رب کے ہیں جنکی نسبت فرمایا گیا ہے ما نفدت کلمات اللہ اور ہرگاہ کہ یہ کتب متحدیانہ کلمات رب ہو گئے تو پھر انکا اعجاز عین اعجاز قرآن مجید ہو گیا اور آیت قل لئن اجتمعت الجن الآیہ میں مراد یاتون بمثلہ سے وہ کلام ہے جو غیر کلمات رب ہوویں یعنی جو قرآن مجید کے مخالف ہو نہ وہ تفسیر و تاویل جس میں حقائق و معارف قرآنی منجانب اللہ ہوں کیونکہ انکی نسبت تو اللہ تعالٰے خود فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون جس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ مطہرون کے سوا ان معارف کو کوئی مخالف مس تک نہیں کر سکتا فثبت الاعجاز بکلا الشقین۔ یہی سر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے تئیں افصح العرب فرمایا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبین قرآن ہیں اور در صورت ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افصح العرب ظاہر ہے کہ کوئی مخالف دین اسلام کا آپ کے کلام کا مقابلہ بھی فصاحت اور بلاغت میں نہیں کر سکتا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افصح العرب نہ رہیں گے حالانکہ اگر آیت پیش کردہ معترض کے وہ معنے لیے جاویں جو معترض کے خیال میں ہیں تو چونکہ آنحضرۃ بھی الانس میں داخل ہیں تو لازم آتا ہے کہ آپ افصح العرب نہ رہیں واللازم باطل فالملزوم مثلہ پس جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افصح العرب ہیں بروزِ محمدی کا بھی افصح العرب ہونا ضروری ہوا جو واقع ہے الحاصل اختلاف مدارج بلاغت کلام الٰہی اور کلام حضرت مسیح موعود میں بالضرور ہے لیکن حد اعجاز کو دونوں پہونچے ہوئے ہیں فقد جعل اللہ لکل شئ قدرا۔

ضروری اطلاعیں

۱۔ اس ہفتہ کی ڈائری چونکہ بہت ہی

۱۵ نومبر کی ہوئی دوسری ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو مفصل حالات پھر ان شاء اللہ تعالٰے۔

سورۃ جمعہ پر حکیم الامت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ یقین رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ کے فضل کے جذب کرنے کے لئے اضطراب اور سچا اضطراب نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔ مسیح کی موت معمولی بات نہیں یہ وہ موت ہے جو عیسوی دین کی موت کا باعث ہے۔

اس قوم کو اگر کوئی جیت سکتا ہے تو اس کیلئے یہی ایک گر ہے اب غور کر کے دیکھ لو۔ کہ اس کے لئے اس نے کس قدر دعائیں کی ہونگی دل میں کسقدر جوش اُٹھتے ہوں گے ہم تو انکو سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایک آدمی مر گیا بس مر گیا بات کیا ہے مراہی کرتے ہیں مگر نہیں اس کے حل سے سب کچھ حل ہے۔ یہ فہم جو اسے دیا گیا ہے یہ فہم مامور من اللہ کے سوا دوسرے کو نہیں ملتا یہ اضطراب اور جوش دوسرے کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے تو خیال باطل اور وہم محال ہے۔

پھر اختلافات اندرونی اور بیرونی پر نظر کرو کہ کیا حالت ہو رہی ہے ایک کہتا ہے بائیبل میں یہ ہے دوسرا کہتا ہے قرآن میں یہ ہے۔ حضرت صاحب مثال دیا کرتے ہیں کہ انہوں نے مداری کے تھیلے کی سی بات کر رکھی ہے۔ جیسے وہ چاہتا ہے اس میں سے نکالتا ہے ویسے ہی یہ بھی جو روایت اپنے مطلب کی چاہتے ہیں نکال کر پیش کر دیتے ہیں اور یہ اختلاف اس شدت سے پھیلا ہوا ہے کہ اس کا بیان کرنا ہی آسان نہیں۔ صداقت اسطرح چھپ جاتی ہے جب تک مامور من اللہ خدا تعالیٰ سے لطیف فہم لیکر نہیں آتا صداقت بیج کیطرح رہتی ہے۔ جیسے جب بارش آسمان سے آتی ہے تو خواہ ساری دنیا زور لگائے کہ بیج نشو و نما پائے وہ اُگنے سے نہیں رہتا اسی طرح جب مامور من اللہ آتا ہے تو خواہ کوئی کچھ ہی کرے وہ صداقت کو ضرور نکال لیتا ہے۔ اس کی پہچان یہی ہوتی ہے کہ جو کام وہ کرتا ہے عقل صحیح اور نقل صریح اور تائیدات سماوی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔

اسوقت آزادی کی راہیں کھلی ہوئی ہیں اسلام پر وہ اعتراض کئے جاتے ہیں کہ پہلے کسی نے کبھی سُنے ہی نہ تھے میں نے بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے بھی اعتراض کرتے تھے میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے پہلے کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا۔ اسلامی سلطنت کی سطوت و جبروت کے مقابلہ میں کون اعتراض کر سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اسی صدی کا کرشمہ ہے اور اسی انڈیا میں اسکو ترقی ہے۔ جو چاہے کوئی کہدے اخبارات و رسالجات میں زور و شور سے مخالفت کیجاتی اور اعتراض کئے جاتے ہیں کوئی نہیں روکتا۔

فسق و فجور نے یہانتک ترقی کی ہے کہ شراب جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماع الاثم کہا ہے اسی پر قیاس کر لو کہ کیا حالت ہے لنڈن ایک شہر میں اسکی یہ حالت ہے کہ صرف شراب فروشونکی دوکانوں کو الگ ایک لائن میں رکھا جاوے تو پچھتر میل سے زیادہ تک جاتی ہیں۔ اور کل کارخانے اتوار کو بند رہتے ہیں مگر شراب کی دوکانیں اتوار کو بھی کھلنی ضروری ہیں۔ اس سے اندازہ اور قیاس کر لو۔ دوسری حالتوں کا۔

عورتوں کی بابت آیا ہے کہ وہ حبایل الشیطان ہیں یعنی عورتیں شیطان کی ہیں حقیقت میں جسقدر ابتلا ان عورتوں کے آتے ہیں اور جسطرح شیطان ان رسیوں کے ذریعہ سے اپنا کام کرتا ہے وہ کوئی ایسی بات نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہو۔

مشنری عورتوں اور مشنریوں سے جو خرابیاں اکثر اوقات پیدا ہوتی ہیں اور آئے دن اس قسم کی خبریں سُننے میں آتی ہیں کہ فلاں گھر میں ایک مشنری عورت آتی تھی اور وہاں سے فلاں عورتکو نکال لے گئی۔ اس کا پتہ نہیں وغیرہ۔ پھر اس سے ذرا اور آگے بڑھو۔ ولایت میں جو لوگ پڑھنے کے واسطے جاتے ہیں اور کوئی انکی حال کا پرساں اور نگران نہیں ہوتا پھر جو کچھ وہاں وہ کر گذریں تھوڑا ہے۔ مذہب کی رسمی قیود بھی بمبئی تک ہی سمجھی جاتی ہیں اسکے بعد پھر کوئی مذہب نہیں الا ماشاء اللہ۔ ایک معزز ہندو نے نواب محمد علی خاں صاحب کے مکان پر بیان کیا کہ یہ مت پوچھو کہ ولایت میں کیا کیا کھایا بلکہ یہ پوچھئے کہ کیا نہیں کھایا۔

غرض حبایل الشیطان کی وہ حالت جماع الاثم کا وہ زور شور۔ سلطنت کا رعب سطوت و جبروت الگ یہانتک کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا ہے گو ویسے کچھ اور ہی ظاہر کر دیا گیا ہو کہ مقدمات میں تبدیلی مذہب نجات کا موجب ہو گئی اور مجسٹریٹ نے لکھدیا کہ عیسائی مذہب کی وجہ سے خلاف شہادت گواہی دیگئی یا مقدمہ بنایا گیا۔

ایک آدمی بجائے خود ذلیل اور کس مپرس ہوتا ہے لیکن مشنریوں کے ہاں جا کر اسے روزگار ملجاتا ہے یا کسی کو ممانعت روزگار ہوئی مشنریوں نے اسے پادری بنا دیا اس قسم کے واقعات موجود ہیں یہ خیالی یا فرضی باتیں نہیں ہیں۔ مشنریوں کی بعض رپورٹوں تک سے یہ واقعات کھل جاتے ہیں اگر ان پر زیادہ غور کی جاوے۔

یہ تو ان لوگوں کی آزادی کے اسباب ہیں جنہوں نے مذہب کی پروا نہیں کی۔ اس کے علاوہ مصنفوں اور ماسٹروں کا اثر پڑھنے والوں پر اندر ہی اندر ایک مخفی رنگ میں ہوتا چلا جاتا ہے تصنیف کا ایسا خوفناک اثر ہوتا ہے کہ دوسروں کو معلوم ہی نہیں ہوتا اور شاید پڑھنے والا بھی اسے جلدی محسوس نہ کر سکے مگر آخر کار وہ ایسا متاثر ہوتا ہے کہ خود اُسکو جرأت ہوتی ہے شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی اس اثر کے متعلق لکھا ہے اور میں چونکہ بہت کتابوں کے پڑھنے والا ہوں میں نے تجربہ کیا ہے اور علاوہ بریں علم طب کے ذریعہ مجھے اس راز کو سمجھنے میں بہت بڑی مدد ملی ہے میر حسن کی مثنوی پڑھ کر ہزاروں ہزار لڑکے اور لڑکیاں زانی اور بدکار ہو گئی ہیں۔ اور یہ ایسی بین اور ظاہر بات ہے کہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ جبکہ تصانیف کا اثر طبائع پر پڑتا ہے اور ضعیف طبیعتیں بہت جلد اس اثر کو قبول کرتی ہیں تو آجکل تصانیف کے ذریعہ جو زہر مشنری گروہ نے پھیلایا ہے اس کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ہر رنگ میں فلسفہ۔ تاریخ۔ طب۔ وغیرہ ہر شاخ علم اور ہر کتاب میں مذہب سے مغایرت اور آزادی کا سبق پڑھایا جاتا اور اسلام کی پاک تعلیم پر کسی نہ کسی رنگ میں حملہ کیا جاتا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم کا جادو کچھ ایسا کارگر ہوا ہے کہ ہر شخص بلا سوچے سمجھے کہ اسکے بچے کو کس قسم کی تعلیم مفید اور کارآمد ہو سکتی ہے اپنے لڑکوں کو سکول اور کالج میں بھیجتا ہے جہاں حفاظت دین کے اسباب ہم نہیں پہونچا سکتے۔ وہاں قسم قسم کی فصیح و بلیغ تقریروں والے اور بڑی بڑی لمبی ڈاڑھیوں والے عجیب غریب باتیں سناتے ہیں اور یورپین اقوام کی ترقیوں اور صناعیوں پر لیکچر دیدیکر نوجوانوں کو اسطرف مائل کرتے ہیں یہانتک کہ سیدھے سادھے نوجوان جو اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل کورے اور صاف ہوتے ہیں مذہب کو ایک آزادی کی مانع چیز سمجھنے لگتے ہیں اور انسانی

ترقیوں کا مانع اسے قرار دیتے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں سمجھائے جاتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض علماء کے سامنے کئے جاتے ہیں تو اُن پر کفر کے فتوے جڑے جاتے ہیں۔

ان اعتراضوں کا جو بُرا اثر پڑتا ہے اس کے متعلق میں ایک قصّہ بیان کرتا ہوں مگر یاد رکھو کہ میں قصّہ گو نہیں بلکہ درد دل کے ساتھ میں اسلام کی حالت دکھانی چاہتا ہوں میری غرض کسی پر نکتہ چینی کرنا نہیں ہے اور نہ ہنسانا مقصود ہے + بلکہ اصلیت کا بیان کرنا مدّنظر ہے۔

میں ایک بار ریل میں سفر کر رہا تھا جس کمرہ میں میں بیٹھا ہوا تھا اسی کمرہ میں ایک اور بڈہا شخص بیٹھا ہوا تھا ایک اور شخص جو مجھے مولوی صاحب کہہ کر مخاطب کرنے لگا تو اس دوسرے شخص کو سخت بُرا معلوم ہوا اور اسنے کھڑکی سے باہر سر نکال لیا۔ وہ شخص جو مجھ سے مخاطب تھا اس کے بعض سوالوں کا جواب جب مینے دیا تو اس بڈہے نے بھی سر اندر کر لیا اور بڑے غور سے میری باتوں کو سننے لگا۔ اور وہ باتیں موثر معلوم ہوئیں پھر خود ہی اُسنے بیان کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ مینے کیوں سر باہر کر لیا تھا۔ مینے کہا نہیں اُسنے بیان کیا کہ مجھے مولویوں کے نام سے بڑی نفرت ہے اس شخص نے جب آپکو مولوی کہکے پکارا تو مجھے بہت بُرا معلوم ہوا۔ لیکن جب آپ کی باتیں سنیں تو مجھے انسے بڑا اثر ہوا۔ مینے پوچھا کہ مولویوں سے تمہیں نفرت ہے؟ اُس نے کہا کہ مینے لودہانہ میں ایک مولوی صاحب کا وعظ سنا اس نے دریائے نیل کے فضایل میں بیان کیا کہ وہ جبل القمر سے نکلتا ہے اور اس کے متعلق کہا کہ چاند کے پہاڑوں سے آتا ہے۔ مینے اسپر اعتراض کیا تو مجھے پٹوایا گیا اسوقت بھی اسلام پر کچھ شکوک پیدا ہو گئے۔ اور میں عیسائی ہو گیا بہت عرصہ تک میں عیسائی رہا پھر ایکدن پادری صاحب نے مجھے کہا کہ ایک نئی تحقیقات ہوئی ہے دریائے نیل کا منبع معلوم ہو گیا ہے اور اسنے بیان کیا کہ جبل القمر ایک پہاڑ ہے وہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ میں اسکو سنکر رو پڑا۔ اور وہ سارا واقعہ مجھے یاد آ گیا۔ ایک عیسائی نے مجھے مسلمان بنایا ایک مولوی نے مجھے عیسائی کیا اسوجہ سے میں ان لوگوں سے نفرت کرتا تھا مگر آپ انمیں سے نہیں ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ اسکی یہ کہانی سنکر میرے دل پر سخت چوٹ لگی۔ کہ افسوس مسلمانوں کی یہہ حالت ہے غرض اسوقت مسلمانوں کی حالت تو یہانتک پہونچی ہوئی ہے اور اسپر بھی انکو کسی کی ضرورت نہیں۔ (باقی آئندہ)

ندوة العلماء کا نواں اجلاس اور ہمارے ریمارک

(نمبر ۲)

مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ ندوة العلماء کا صرف دعویٰ ہی دعوےٰ ہے اور وہ ہرگز اس مقصد میں کامیاب ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔

البتہ مداہنہ اور **نفاق** کو ضرور ترقی ہوگی اور غیرت ایمان جو ضروری شے ہے اس میں نقص واقع ہوگا۔

ہم معصیت کریں گے اگر اس موقع پر یہہ نہ بتائیں کہ پھر کوئی ایسی صورت ممکن بھی ہے جس سے یہ منتشر اوراق قوم پھر مجموعی صورت اختیار کریں؟ ہمارے نزدیک ایسی صورت نہ صرف ممکن بلکہ **یقینی** ہے اور وہ ایک ہی ہے بجز اس کے (کبھی) ممکن ہوا ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ **اتفاق** اور اتحاد قائم ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک **مطاع باذن اللہ امام مفترض الطاعة** ہم میں موجود ہو۔ اور ہم ندوة اور تمام ایسی مجلسوں کو جنکے دل میں قوم کے اتحاد اور اتفاق کی گدگدی ہے اور جو مسلمانوں کی ذلت اور نکبت کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ اخلاقی علمی اور عملی حالتوں میں بالکل گر گئی ہے) اور ان تمام لوگوں کو جو اپنی اصلاح کے خواہشمند ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ اس غرض کو پورا کرنیکے لئے قرآن شریف کی وعدہ خلافت کیموافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہو کر وہ آنیوالا آخری امام جسنے مسیح موعود اور مہدی مسعودؑ کے نام سے آنا تھا آ گیا ہے اُسی کے ساتھ پیوند کرنے سے وہ قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے جو آخر اخوت کے درجہ پر پہونچاتی ہے۔ اس پر مفصل دعوة الندوہ میں لکھا جا چکا ہے جو اسی جلسہ میں ہم نے تقسیم کی تہی پھر مولوی حبیب الرحمٰن نے یہ بیان کیا کہ ندوہ کا اہم مقصد نصاب تعلیم کی اصلاح اور قرآن شریف کی خدمت ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ضروری مقصد ہے بے شک اسکی طرف توجہ ہونی چاہیئے مگر سوال پھر بھی ہے کہ ندوہ نے کیا کیا؟ خود ندوہ نے اعتراف کر لیا کہ چونکہ دار العلوم کو کامیابی نہیں ہوئی اس لئے پھر انگریزی کلاس کھولنے کی ضرورت پڑی۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ندوہ اس مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے؟ ندوہ نصاب تعلیم کی اصلاح کیا کر سکتا تہا اور قرآن شریف کی خدمت کیا کر سکتا تہا۔

قرآن شریف کے حقایق و معارف صرف اسی شخص پر کہل سکتے ہیں جو **لا یمسہ الا المطھرون** کے استثنا کے نیچے ہو۔ اور یہ وہ شخص ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے تائید و نصرت پا کر یہ کہنے کا حق رکھتا ہو کہ اسلام زندہ مذہب ہے اسلام کا خدا زندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ۔ اسلام کی بولی عربی زندہ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اسکا سلسلہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔

اب ندوہ کسی ایسے شخص کا نام لے جو یہ دعوےٰ کرتا ہو کہ میں اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرتا ہوں۔ ندوہ کسی ایسے شخص کو پیش نہیں کرتا اور اپنے اس مقصد کی ناکامی کا وہ خود اعتراف کرتا ہے مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ ندوہ نے اس ناکامی کی اصلاح کی تو کیونکر؟ کہ کامیابی کا ذریعہ یہ تجویز کیا کہ دار العلوم میں **انگریزی کی شاخ کہولی** کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسے پوچھے کہ کیوں حضرت؟ قرآن شریف کی خدمت کو انگریزی کلاس سے کیا تعلق اور اصلاح نصاب کو اس سے کیا نسبت!

اصل یہ ہے کہ ندوہ کا اصل منشا صرف انگریزی تعلیم ہے اور مسلمانوں کے سامنے اپنے مقاصد کو ایسے طرز میں پیش کرنا کہ جس سے وہ یہ سمجھ لیں کہ ندوہ کی غرض الہیات اور دینیات کی ترقی ہے صرف روپیہ جمع کرنیکی خاطر ہے۔ ہم اپنی اس رائے کی تائید میں ہی ہز آنر سر جیمز لاٹوش بہادر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی رائے کو پیش کرتے ہیں جو اُنہوں نے ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں ظاہر کی ہے چنانچہ ہز آنر نے فرمایا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ آپکے پروگرام کا یہ منشا نہیں ہے کہ **معرفت الٰہی اور دینیات کا ایک** سکول قائم کیا جاوے جو زور کے ساتھ صرف **دینیات اور الٰہیات** سکھلا وے بلکہ تمہاری مراد یہ ہے کہ ہمارے طالب علم انگریزی زبان میں بھی لائق فائق ہوں مگر اسکے ساتھ علوم مشرقی میں بھی کامل دستگاہ پیدا کرلیں کیا یہ منشاء

سر سید احمد خاں کے منشاء سے جدا گانہ ہے۔

اگر تمہارا بھی وہی خیال ہے تو کیوں تم علی گڈھ کالج کی مدد نہیں کرتے اور ایک علیحدہ دارالعلوم قائم کرنا چاہتے ہو؟ کیا یہ اچھا ہے کہ ایک قوم کی کوشش اور عقل سے متفرق کام کیا جاوے۔

یہ وہ رائے ہے جو ہز آنر نے ندوہ کے اس مقصد کے متعلق ظاہر کی ہے۔ لاٹ صاحب بہادر نے تو پردہ برانداز گفتگو ہی کردی اور اصل حقیقت کو طشت ازبام کر دیا اگرچہ غور و فکر کرنے والے مسلمان پہلے ہی سے جانتے تھے کہ ندوۃ العلماء کی تہ میں وہی علی گڈھی سپرٹ کام کرتی ہے اور ندوہ کے اراکین میں اگر کل نہیں تو بعض ایسے لوگ ضرور ہیں جو علیگڈھ کالج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور سالانہ جلسوں پر زیادہ حصہ لینے والے اور مقرر وہی لوگ ہوتے ہیں جو علی گڈھ سکول آف تھاٹ کے پیرو ہیں۔

علی گڈھ کالج سے جو دینی فائدہ اور اصلاح نصاب اور خدمت قرآن ہوئی ہے وہ کوئی پوشیدہ امر ہے ہی نہیں جو مسلمانوں کو معلوم نہیں۔ اسی سے ندوہ کی خدمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اور اس سے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے اس دعوےٰ کی حقیقت اور غلطی کھلتی ہے جو انہوں نے اپنے بڑے مجمع میں کیا کہ **ندوہ ایسے علماء پیدا کریگا جو مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے پر قادر ہوں گے؟**

مولوی حبیب الرحمان کو ایسا دعوےٰ کرتے ہوئے خدا کا خوف کرنا چاہیئے تھا ندوہ کیا اور اسکی حقیقت کیا؟ کیا مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے والے یونیورسٹی میں طیار کئے جاتے ہیں ایسے ریفارمروں کی کوئی فیکٹری ہے؟ وہ مصلح جو مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے پر قادر ہوتا ہے وہ دنیا کے انتخاب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔**

ندوہ کو ایسی بلند پروازی سے توبہ اور ترحم کرنی چاہیئے کہ اسکی حقیقت تو ذمہ دار حکمران صوبہ پر کھول رہا ہے کہ انکی غرض انگریزی تعلیم دینا ہے بلکہ اس نے سارے حالات پر نظر کرکے ندوہ کی مجلس کو بہت کچھ مشتبہ بنا دیا ہے۔ مثلاً یتیم خانہ پر رائے زنی کرتے ہوئے ہز آنر نے فرمایا ہے۔

"در کہ میں نے اسے دیکھا ہے اس سے کسی غیر معمولی فیاضی کا ثبوت نہیں ملتا"

ان حالات کو مدنظر رکھ کر مسلمان سوچ لیں کہ ندوہ کیا چاہتا ہے اور کیا کرتا ہے اور کیا کہتا ہے؟ (باقی آٹھویں نمبر میں)

بقیہ نظم
منشی محمد نواب خان صاحب ثاقب

طاعون کے نشان کو سمجھے تھے کھیل لوگ
دیکھیں دو چند زہر اب اس کی سنان میں ہے
ٹلنے کی یہ نہیں ہے تباہی کئے بغیر
سورت میں آج صورت پیل دمان میں ہے
چن چن کے منکروں کو یہ کھا ئیگی بیگمان
لاریب موشوف کی جماعت امان میں ہے
وہ متقی جو صدق سے ہے اس کی دار میں
نزدیک ہے کہ دور مگر قادیان میں ہے
جس کا نہ گھر ہو سے ہو دیا غ آسمان پر
دارالامان میں کہو وہ آسمان میں ہے
اے گرگ طبع چھوڑ دے روباہ بازیان
ڈر صولت خدا سے جو شیر ژیان میں ہے
چل دم دبا کے بھاگ اگر چاہے تری
ایمان ترا دیکھ لیا استخوان میں ہے
اس بیوفا میں ذرا بھی بوئے وفا نہیں
وعدہ وفا کرے ابھی عرصہ نشان میں ہے
حیران ہے حاضری کہ یہ کیوں آل بنگلی
کیا جانے وہ کہ وارث دین خاندان میں ہے
خم ٹھونک کر اوتر پڑے لیکر علی کا نام
نام علی کا زور اگر کچھ بھی جان میں ہے
رکھی ہینگی طاقتیں بالائے طاق سب
وہی خدا کا بل ہے جو اس پہلوان میں ہے
اے پیر گولڑہ کسی ہمزاد کو بلا
افسون گری کا کچھ بھی اثر گر زبان میں ہے
پیران میفروش کی بھٹی کو دے جلا

کیا خاک ان کے میکدہ و دیگدان میں ہے
اک گھونٹ پی کہ عرش برین کی خبر ملی
ایسا اثر کچھ اس کی مئے ارغوان میں ہے
اعجاز احمدی کے مقابل ہو گر ظفر
لاؤ نکالکر جو ورق جزدوان میں ہے
دیکھینگے کیا دکھائے طبیعت کی تیزیاں
اصغر علی ادیب بھی اس امتحان میں ہے
ہرگز نہیں کبھی نہیں ہوگا مقابلہ
یہ زور اس نشان مسیح زمان میں ہے
لالچ نہیں ہے حشمت دنیا کا کچھ یہاں
ثاقب متاع دین کے لئے قادیان میں ہے

اعلان

انجمن اشاعت اسلام کے

عہدہ داروں میں کچھ تغیر و تبدیل کیا گیا ہے آیندہ خیراتی یا تجارتی حصص وغیرہ کا روپیہ مفتی محمد صادق صاحب فنانشل سکرٹری کے نام آنا چاہیے شیر علی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام

تحریک برائے

خیراتی فنڈ میگزین

۱۰ جون ۱۹۰۲ء کے اخبار میں ایک تحریک کی گئی تھی کہ جس صاحب کی تنخواہ میں ترقی ہو وہ اپنی پہلی ترقی کا روپیہ میگزین کے خیراتی فنڈ کے لئے بھیجکر ثواب حاصل کریں اس تحریک کے مطابق دو صاحبوں نے ترقی ہونے پر اپنے پہلے اضافہ کی رقم بھیجکر میگزین کی اعانت کی ہے۔ اول منشی نعمت اللہ خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نری اسسٹنٹ پشاور جنہوں نے سب سے پہلے اس نیک کام میں اپنے تئیں نمونہ بنایا ہے اور اب تک للغہ روپیہ دے چکے ہیں دوم شیخ احمد اللہ صاحب کلارک ملٹری ملٹن ۲۶ جنہوں نے ابھی مبلغ ۱۵ روپیہ اس تحریک کے مطابق ارسال کئے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان ہر دو صاحبان کو جزاء خیر دے اور دوسرے صاحبوں کو ان کے نمونہ پر چلنے کی توفیق۔ شیر علی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام قادیان

ٹیکا طاعون

ٹیکا طاعون کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاع ایڈیٹر الحکم کو گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوئی ہے جس کو ہم فائدہ عام کے لئے درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

گورنمنٹ پنجاب کو ٹیکا دافع طاعون کی وسیع تجویز مجبوراً عارضی طور پر بند کرنی پڑی ہے۔ یہ تجویز دوائی دافع طاعون کی ۷۰۰۰ (دوز) معتاد روزانہ بہم پہونچنے پر مبنی تھی اور ماہ ستمبر کے نصف یا عمل ٹیکا کے واقعی شروع ہونے سے صرف ۱۵ روز پیشتر تک یہ خیال تھا کہ بمبئی کا کارخانہ دوا سازی دوائی کی اسقدر مقدار باقاعدہ طور پر بہم پہونچا سکیگا۔ لیکن پھر یہ معلوم ہوا کہ دوائی کی پوری مقدار کا بہم پہونچانا کچھ عرصہ تک ناممکن ہوگا اور امر واقع تو یہ ہے کہ جو مقدار بھیجی گئی ہے وہ ۱۰۰۰۰ معتاد روزانہ سے بھی بقدر نصف کے کم رہی ہے جسکا اسوقت وعدہ کیا گیا تھا جبکہ گورنمنٹ پنجاب نے اسوقت خاص طور پر دریافت کیا تھا جب انکو یہ اطلاع ملی کہ دوائی دافع وبا کی تیاری کا طریق بدلا گیا ہے اور کہ کارخانہ دوا سازی دوائی کی مذکورہ بالا پوری مقدار بہم پہونچانے کے قابل نہیں تاہم اس تہوڑی مقدار سے بھی نہایت قابل اطمینان کام ہوا اور ماہ اکتوبر کے دوران میں قریباً ۱۲۰۰۰ اشخاص کو انکی مرضی سے ٹیکا لگایا گیا۔

افسوس ہے کہ اب یہ ظاہر ہوا کہ جو دوائی طریق مندرجہ بالا پر بہم پہونچائی گئی تھی وہ آلودگی سے بالکل پاک نہ تھی اور یہ ضروری معلوم ہوا کہ اسکا کچھ حصہ بوجہ مضر ہونے کے مسترد کیا جاوے۔ بہت تہوڑی ایسی واردتوں کی اطلاع آئی جن میں ٹیکا لگانے کے تہوڑے عرصہ بعد موت وقوع میں آئی ہو۔ یہ کبھی ثابت نہ ہوا کہ ان واردتوں میں سے کسی میں بھی موت فی الواقع ٹیکا لگانے کی وجہ سے وقوع میں آئی۔ لیکن اس خیال سے کہ ایسا ہونا ممکن تہا۔ یکم نومبر کو یہ احکام جاری کئے گئے کہ ٹیکا کے عمل کو بند کر دیا جاوے تاوقتیکہ پھر ایسی دوائی بہم نہ پہونچ جاوے جس پر پورا بہروسہ کیا جاسکتا ہو۔ پیشتر اس کے کہ ان احکام پر عمل درآمد کیا جاتا موضع ملکوال ضلع گجرات میں ایک اندوہناک حادثہ وقوع میں آیا۔ یعنی ۱۹۔ اشخاص جنکو ۳۰۔ اکتوبر کو ٹیکا لگایا گیا وہ ۶ نومبر کو بوجہ تشنج ٹیٹینس بیمار پائے گئے اور اب وہ سب مرگئے ہیں ان سب اشخاص کو دوائی کی ایک ہی بوتل سے ٹیکا لگا تہا اور اُن اشخاص کے درمیان کوئی حادثہ واقع نہ ہوا جنکو دیگر بوتلوں سے اُسی وقت اور اُسی مقام پر ٹیکا لگایا گیا تہا۔ گورنمنٹ پنجاب کو اس امر کا پورا اطمینان ہے کہ گورنمنٹ موصوف کی ان ہدایات پر احتیاط کے ساتھہ عمل کیا گیا ہے کہ ٹیکا لگانے میں جبر سے کام نہ لیا جائے اور اُن جملہ اشخاص نے جن کو موضع ملکوال میں ٹیکا لگایا گیا تہا اور جنمیں وہ ۱۹ اشخاص بھی شامل تھے جو فوت ہوگئے اپنی مرضی سے ٹیکا لگوایا تہا۔ بغیر اسکے کہ سرکاری طور پر کوئی دباؤ براہ راست اُنپر ڈالا جاتا۔ بلکہ زیادہ تر انکے قرب وجوار کے بارسوخ غیر سرکاری اشخاص نے اُنکو اس عمل کے لئے ترغیب و نصیحت دی تہی۔ اس مستثنیٰ صورت میں گورنمنٹ نے اُن تمام اشخاص کے قبیلوں کو جو مرگئے ہیں فیاضانہ طور پر معاوضہ دینے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس غرض سے اب تحقیقات ہو رہی ہے۔

یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ جو دوائی ابھی آئی تھی اُسکو قطعاً بے ضرر نہیں کہا جاسکتا اور نہ اُسکے استعمال کرنے میں کچھہ خطرہ تہا۔ اسلئے گورنمنٹ کے لئے یہہ ضروری تہا کہ تمام ٹیکا کے عمل کو فی الفور اور قطعاً بند کیا جاتا تاوقتیکہ بالکل بے ضرر دوائی پھر دستیاب نہ ہوجاتی۔ پس یہ کارروائی فی الفور کی گئی۔ بعد ازاں یہ معلوم ہوا ہے کہ جب پنجاب میں بہت سی دوائی دافع وبا کی بہم رسانی شروع ہوگئی اُس وقت چند مزید تبدیلیں جنکی گورنمنٹ کو اطلاع نہیں ملی تھی دوائی کی تیاری کے طریق میں کی گئیں۔ یہہ تبدیلیاں کمیشن وبا کی سفارشوں کے مطابق کی گئیں اور انکی غرض یہ تہی کہ دوائی کا اثر بڑھ جائے اور اسکی مقدار کم کی جائے کپتان ای دلکنسن صاحب آئی۔ ایم۔ ایس چیف افسر طبی وبا پنجاب اور کپتان سی۔ ایچ جیمز صاحب آئی۔ ایم۔ ایس جو اب بطور افسر معائن پنجاب میں عمل ٹیکا کے متعلق تعینات ہیں اور جن صاحبان کو پنجاب میں ٹیکے کا بڑا وسیع تجربہ ہے بہمراہی مسٹر سی۔ جے ہیلی فیکس صاحب جوڈیشل و جنرل سیکریٹری گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ کے حکم سے بمبئی گئے اور اُنہوں نے یہ دریافت کیا کہ آیا بعض صورتوں میں دوا میں آلودگی ظاہر ہونیکا یہ باعث تہا کہ جدید تبدیلیوں کے لئے مزید احتیاطیں ضروری ہتیں یا یہ کہ ایک بالکل جدید پیمانہ پر دوائی تیار کرنے میں وہ دقیق احتیاطیں جو دوائی کو آلودگی سے پاک کرنے کے لئے کی جاتی ہیں پہلے کی طرح کامیابی سے نہ کی گئیں اُن افسروں نے جو بمبئی سے ہوکر آئے ہیں یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور گورنمنٹ کو بھی یہی رپورٹ کی ہے کہ اگرچہ عملہ کا ناتجربہ کار ہونا کسیقدر آلودگی دوائی کا باعث تہا تاہم اسکی زیادہ تر وجہ یہ تہی کہ دوائی کی تیاری کے ابتدائی طریق سے انحراف کیا گیا ہے۔

برسوں کے تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ مناسب احتیاط سے ایسی دوائی تیار کیجا سکتی ہے جو بالکل بے ضرر ہو اور طاعون سے محفوظ رکھے۔ گورنمنٹ پنجاب کی تجویز صرف ایسی قسم کی دوائی کے استعمال پر مبنی تھی جسکی ایسے تجربہ سے آزمائش ہو چکی تہی۔ اس وقت کارخانہ میں کافی تربیت یافتہ اور قابل اعتبار عملہ کام کر رہا ہے اور یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ صرف وہ دوا پنجاب میں بہیجی جاوے جو ابتدائی طریق پر تیار کی گئی ہو اور اُس دوا کو کارخانہ مذکور میں اور نیز پنجاب میں علیحدہ طور پر چند ایسے زائد طریقوں سے آزمایا جائیگا جن سے دوا کے پاکیزہ ہونے کی نسبت ابتدائی اطمینان کو تقویت پہونچنے کی توقع ہو۔ پہلی دوا کی تہوڑی سی مقدار جس پر بے ضرر ہونے کا بہروسہ کیا جاسکتا ہے پنجاب میں اب بہی موجود ہے اور اُس دوا سے بعض اضلاع میں جہاں ٹیکا کی بہت ضرورت تہی پچہلے چند ایام میں پھر ٹیکہ کیا گیا۔ بعینہ اس قسم کی دوائی قریباً ۳۵۰۰۰ معتاد جنکی حال کے ایجاد شدہ نہایت مکمل طریقوں سے پورے طور پر آزمائش ہو چکی ہے کارخانہ میں موجود ہیں اور وہ فوراً پنجاب میں بہیجی جائینگی اور اس مقدار کے بعد دسمبر سے ۱۰۰۰۰ معتاد روزانہ سے شروع کرکے دوا کے بڑے بڑے پارسل ہر روز لگاتار بہیجے جاوینگے اسطرح جب قطعاً بے ضرر دوائی کا بہم پہونچانا ممکن پایا گیا ہے جس سے اون اشخاص کو وقت پر ٹیکہ لگانا ممکن ہوگا۔ جو اپنی مرضی سے لگوانا چاہیں تاکہ اس ہماری رقیبہ کی آبادی کو محفوظ کیا جائے جہاں وبا کے موسمی عود کا خوف ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپکر شایع ہوا